مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

ماہنامہ بناتِ اہلسنت سرگودھا

جلد نمبر 7 | مئی 2016 | شمارہ 5

مدیر
مولانا محمد الیاس گھمن

رسول اللہ ﷺ کی مسکراہٹیں

خواتین سے حسن سلوک کے اسلامی احکام

ام المومنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا
حیات و خدمات

میں نے اپنے بچوں کو پڑھانا ہے

کاتب وحی
سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما

ناشر
مرکز اہل السنۃ والجماعۃ
www.ahnafmedia.com

مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

ماہنامہ

بناتِ اہلسنّت

سرگودھا

جلد نمبر 7 | مئی 2016 | شمارہ نمبر 5

مدیر

مولانا محمد الیاس گھمن

معاون مدیر

مولانا محمد کلیم اللہ حنفی

خط و کتابت کا پتہ

دفتر رسائل و جرائد
مرکز اہل السنّت والجماعت
87 جنوبی سرگودھا
mag@ahnafmedia.com

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر.....سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر.....سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر.....سالانہ

آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے

www.ahnafmedia.com

سرکولیشن منیجر
0332-6311808
صبح 8 تا 4 بجے شام

WhatsApp
+923062251253

قیمت فی شمارہ 20 روپے علاوہ ڈاک خرچ

سالانہ زرتعاون 300 روپے

ناشر مرکز اہل السنّۃ والجماعۃ سرگودھا

فہرست

کاتب وحی سیدنا معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما 3

اداریہ

میں نے اپنے بچوں کو پڑھانا ہے !! 14

مولانا محمد کلیم اللہ حنفی

اُم المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا حیات و خدمات 18

سعدیہ الیاس

نکاح سنتِ نبوی ہے!! 26

عمارہ الیاس

اُردو کے بعض اَلفاظ 33

محمد نعیم اللہ خان

صنفِ نازک کا لہجہ کیسا ہو؟؟ 38

سید عماد الدین

پیغمبر اسلام کے کریمانہ اخلاق 41

تنویر اعوان

خواتین سے حسن سلوک کے اسلامی احکام 45

ڈاکٹر محمد حسین

گرلز کالج کا بدلتا ہوا کلچر 49

شوکت حیات گوندل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراہٹیں 52

مولانا اشفاق ندیم

www.ahnafmedia.com

کاتب وحی سیدنا معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما

اداریہ

بدر..... مدینہ طیبہ کے قریب ایک میدان ہے جہاں حق و باطل کا سب سے پہلا معرکہ بپا ہوا۔ شمع اسلام کو گُل کرنے والے کئی ابدی بدبخت خاک و خون میں تڑپ تڑپ کر بالآخر خدائے قہار کے روبرو جا پہنچے۔ کفر کے غرور کا سر نیچا ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیر دل سپاہیوں نے مشرکوں کو خاک چاٹنے پر مجبور کیا۔ اس رزم گاہ کی سرزمین نے بیسیوں دشمنان اسلام کے خون کو چوسا۔ انہی میں عرب کے معروف قبیلہ بنو امیہ کے خاندان کے نامی گرامی وڈیرے خدائی لشکر کی تلواروں سے گھائل ہوئے، صحابہ کرام کے نیزوں کی انیوں پر اس خاندان کے سردار عتبہ، ولید اور حنظلہ کو اچھال دیا گیا اور یوں دشمنان اسلام اپنے انجام بد کو جا پہنچے۔

یہ خاندان دو دھڑوں میں تقسیم ہوا، بعض دین دشمنی میں اپنی جان کی بازی ہار گئے اور بعض دین دوستی میں حیات جاوداں پا گئے۔ اس دوسرے فریق میں بنو امیہ کا وہ خوش نصیب شخص جسے دنیا جرنیل اسلام، کاتب وحی، فاتح عرب و عجم، امام تدبیر و سیاست اور سب سے بڑی اسلامی ریاست کے حکمران کے تعارف سے جانتی ہے، وہ سیدنا معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما ہے۔

جب سے تاریخ کا قلمدان متعصب مزاج لوگوں کے ہتھے چڑھا ہے۔ حقائق کو مسخ کر کے جتنی بے انصافی اس عظیم المرتبت شخصیت سے برتی گئی شاید کسی اور سے اتنی کی گئی ہو۔ اس لیے ان کے شان و مقام عظمت اور سنہری کارناموں کو بیان کرنا جہاں ہماری عقیدت کا مسئلہ ہے وہاں پر تاریخ سے انصاف کا تقاضا بھی ہے۔

ولادت: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الاصابہ میں راجح قول یہ لکھا کہ آپ رضی اللہ

www.ahnafmedia.com

عنہ بعثت نبوت سے پانچ برس پہلے پیدا ہوئے۔

نام ونسب: حافظ ابن حزم نے جمہرۃ الانساب میں آپ کا نسب یوں لکھا ہے: معاویہ بن ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔

نسبی تعلقات: آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کا خاندان نبوت سے بنو ہاشم سے بہت گہرا تعلق ہے۔ امام ابن عساکر نے تاریخ مدینہ دمشق میں لکھا ہے کہ حضرت معاویہ کی ہمشیرہ ام المومنین رملہ (ام حبیبہ) بنت ابوسفیان؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ ہیں۔ ابو جعفر بغدادی نے کتاب المحبر میں لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے۔ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن قریبہ صغریٰ حضرت امیر معاویہ کے نکاح میں تھیں۔ مصعب زبیری نے نسب قریش میں لکھا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خوشدامن (ساس) میمونہ حضرت امیر معاویہ کی ہمشیرہ ہیں۔ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فرزند شہید کربلا حضرت علی اکبر کی والدہ لیلیٰ بنت مرہ اسی میمونہ کی بیٹی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی علماء انساب نے کئی تعلقات بیان کیے ہیں۔

قبول اسلام: حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں حضرت امیر معاویہ کا اپنا فرمان نقل کیا ہے کہ میں صلح حدیبیہ کے بعد 7 ہجری میں عمرۃ القضا سے پہلے اسلام قبول کر چکا تھا۔ اور ابن کثیر نے البدایہ میں لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے موقع پر اپنے اسلام کا اظہار فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مرحبا کہا۔

مکارم اخلاق: امام ذہبی نے تاریخ اسلام میں لکھا ہے کہ آپ حلم وبردباری اور اپنے اعلیٰ اوصاف و اخلاق کے اعتبار سے اپنے ہمعصر لوگوں میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ چنانچہ قبیصہ بن جابر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہم نشینی اختیار کی میں نے ان سے زیادہ حلم بردبار اور جہالت سے دور رہنے والا کوئی

www.ahnafmedia.com

نہیں دیکھا۔ چنانچہ امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مروت کے بارے میں اپنا فرمان نقل کیا ہے کہ مروت چار چیزوں میں ہوتی ہے اسلام میں پاکدامنی، مال کا صحیح اور جائز طریقے سے حاصل کرنا، اقرباء کی رعایت کرنا اور پڑوسیوں سے تعاون کرنا۔

خشیت الٰہی: امام ترمذی نے اپنی سنن میں حدیث ذکر کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے جلاد شُفیا اصبحی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے ایک حدیث آپ کو سنائی کہ قیامت کے دن عالم، مجاہد اور تیسرا سخی ان سے حساب کتاب لیا جائے گا اور یہ لوگ اپنی فاسد نیتوں کی وجہ سے اس میں ناکام ہو جائیں گے تو ان کو جہنم کی بھڑکتی آگ میں ڈالا جائے گا۔ یہ سن کر حضرت امیر معاویہ بہت روئے بہت روئے یہاں تک کہ حاضرین مجلس کو یہ خیال ہونے لگا کہ شاید آپ اسی حالت میں فوت ہو جائیں گے۔ پھر تھوڑی دیر بعد جب کیفیت سنبھلی تو آپ نے قرآن کریم کی ایک آیت من کان یرید الحیٰوۃ الدنیا و زینتھا ....الخ تلاوت فرمائی۔

امام دولابی رحمہ اللہ نے کتاب الکنیٰ میں لکھا ہے کہ ابو مریم ازدی رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنایا:

"جس شخص نے کسی حاجت مند کی ضرورت کو پورا نہ کیا اور حاجت مند پر اپنا دروازہ بند کر لیا تو اللہ تعالیٰ بھی آسمان سے اس کی حاجت روائی کا دروازہ بند کر دیں گے۔" یہ فرمان سن کر آپ رضی اللہ عنہ اتنا روئے کہ اوندھے گر گئے اور اپنے دربان سعد کو بلوایا اور ابو مریم سے کہا کہ حدیث دوبارہ بیان کریں۔ انہوں نے دوبارہ بیان کی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دربان سے کہا سعد میں تمہیں یہ ذمہ داری سونپتا ہوں کہ جب کوئی حاجت مند آئے تو اسے میرے پاس لے آنا پھر اللہ تعالیٰ اس کے

www.ahnafmedia.com

حق میں میری زبان پر جو فیصلہ چاہیں گے، کریں گے۔

زبان نبوت سے اعزاز: امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ کبیر میں عبدالرحمان بن ابی عمیرہ مُزَنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! تو معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا اسے بھی ہدایت نصیب فرما اور اس کے ذریعے دوسروں کو بھی ہدایت عطا فرما۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں حضرت عرباض بن ساریہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حضور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے محفوظ فرما اسی طرح دیگر کئی محدثین نے امیر معاویہ کے فضائل و مناقب پر کافی ساری احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

کلام اللہ کی کتابت: ساری انسانیت کی تا صبح قیامت رہنمائی کے لیے بنیادی طور پر جس کتاب کو اوّلیت حاصل ہے وہ قرآن کریم ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جب اس کو لکھا جاتا تھا تو اس کے لیے قابل اعتماد اور پڑھے لکھے اشخاص کا تقرر ہوتا۔ چنانچہ دیگر محدثین کی طرح امام ہیثمی نے بھی اپنی کتاب مجمع الزوائد میں عبداللہ بن عمرو کے حوالے سے لکھا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کلام اللہ شریف کی کتابت فرمایا کرتے تھے۔

غزوات میں شرکت: علی بن برہان الدین حلبی نے سیرت حلبیہ میں لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ غزوہ حنین میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر معرکہ لڑا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی بھی عنایت فرمائی۔ فتح مکہ 8 ہجری رمضان میں پیش آیا اس کے بعد غزوہ طائف اور غزوہ حنین میں امیر معاویہ آپ کے ہمرکاب رہے۔

www.ahnafmedia.com

قاتلانہ حملہ: امام ابن کثیر نے البدایہ میں لکھا ہے کہ تین خارجی عبدالرحمان ابن ملجم الکندی، برک بن عبداللہ تمیمی اور عمرو بن بکر تمیمی نے حرم کعبہ میں بالترتیب حضرت علی، امیر معاویہ اور عمرو بن عاص کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ اور سترہ 17 رمضان 40 ہجری کی تاریخ متعین کی۔

ابن ملجم کوفہ آیا اور حضرت علی المرتضیٰ پر فجر کی نماز سے پہلے حملہ کیا جس کی وجہ سے آپ جاں بر نہ ہو سکے اور 21 رمضان کو شہادت کا جام نوش کر گئے۔ برک بن عبداللہ دمشق شام پہنچا اور حضرت امیر معاویہ پر خنجر سے حملہ کیا جس کی وجہ سے آپ شدید زخمی ہوئے۔

فتنہ کے سدباب کے لیے برک بن عبداللہ کو قتل کر دیا گیا اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز کے مقام پر حفاظتی انتظام کیا۔ جبکہ مصر میں عمرو بن بکر بھی اپنے طے شدہ منصوبے کے مطابق پہنچا۔ اتفاقاً اس دن حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے اور نماز کے لیے خارجہ بن حبیب رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ خارجی نے خارجہ بن حبیب کو عمرو بن عاص سمجھ کر شہید کر دیا۔

سلسلہ فتوحات: آپ کی حکمت عملی اور جوانمردی کے بیسیوں واقعات کتب تاریخ میں موجود ہیں۔ اپنی مدبرانہ سیاسی سوچ اور حکمت عملی کی بدولت آپ نے تقریباً 64 لاکھ مربع میل پر حکمرانی کی۔ کئی ملکوں کے ملک، شہروں کے شہر، جزیروں کے جزیرے، قلعوں کے قلعے اور علاقوں کے علاقے آپ کے دور میں فتح ہوئے اور وہاں اسلامی ریاست کو فروغ دیا گیا۔ جن میں صرف چند نام یہ ہیں:

بلاد افریقہ، بلاد سوڈان، قبرص، طرابلس، قیروان، جلولا، قرطاجنہ، قلعہ کمخ، قسطنطیہ، جزیرہ ارواد، جزیرہ روڈس وغیرہ۔ باقی خراسان، ترکستان، کابل، بخارا، سمرقند، بلخ اور طبرستان وغیرہ پر معرکے جاری رہے۔

www.ahnafmedia.com

شہادت عثمان کا المناک سانحہ: خلیفۃ الرسول سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں بلوائیوں نے شورش بپا کی اور آپ کو قتل کرنے کے منصوبے بنانے لگے اس موقع پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی کی خدمت میں عرض کی کہ آپ شام تشریف لائیں۔ وہاں آپ کی جان کا تحفظ بھی ہو گا اور وہ لوگ اطاعت گزار بھی ہیں۔

حضرت عثمان نے قرب نبی میں رہنے کو ترجیح دی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مہاجرین و انصار بالخصوص حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام سے اس نازک صورتحال پر مشورہ کیا۔ اور خلیفہ رسول کی حفاظت کی بھرپور تاکید فرمائی۔ اس کے بعد آپ شام چلے گئے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ میں لکھا ہے کہ مختلف علاقوں سے فسادی اور سرکش لوگ (جو بعد میں چل کر خوارج کہلائے) مدینہ طیبہ پہنچے اور حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ حالات یہاں تک سنگین ہو گئے کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مسجد جانا بھی دشوار ہو گیا۔ آپ نے شام میں حضرت امیر معاویہ، بصرہ میں عبداللہ بن عامر اور کوفہ کے والی کو ان حالات کی اطلاع بھیجی۔ اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حبیب بن مسلمہ فہری کی قیادت میں ایک فوجی دستہ مدینہ طیبہ حضرت عثمان کی حفاظت کے روانہ کیا۔ ابھی یہ دستہ رستے میں تھا کہ بلوائیوں کو اس کی خبر ہو گئی اور ان ظالموں نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا۔

آثار حرم کی نگہداشت: مورخ بلاذری نے فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ میں حدود حرم کے نشانات تقریباً مٹ چکے تھے۔ اس حوالے سے آپ نے مروان بن حکم کو شاہی مراسلہ جاری کیا کہ حضرت کرز بن علقمہ خزاعی رضی اللہ عنہ ان حدود سے خوب واقف ہیں اس لیے ان کی رہنمائی میں آثار و حدود حرم کی نشان

www.ahnafmedia.com

دہی کرائیں اور ان کی تجدید کرائیں تاکہ لوگوں کو حرم کی حدود کا پتہ چلے۔ مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ طیبہ میں بھی آثار نبوی کو باقی رکھنے کے لیے آپ نے انتظام کروایا۔ چنانچہ مسجد نبوی کے ارد گرد گلی کوچوں میں پختہ فرش لگوائے اور جس جس مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزے صادر ہوئے۔ ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کی رہنمائی میں وہاں پر بعض یادگار تعمیرات کیں۔

رعایا کی خبر گیری: کسی بھی حکمران کے لیے سب سے اہم بات رعایا کی خبر گیری اور ان کی ضروریات کو منظم طور پر پورا کرنا ہوتا ہے۔ چنانچہ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رعایا کی خبر گیری کا پورا نظام مقرر کیا ہوا تھا۔ ہر ہر قبیلے میں ایک شخص کو متعین فرماتے جو قبیلے والوں کے حالات اور ضروریات کی مکمل خبر گیری کرتا۔ وہ ہر روز اپنے قبیلے والے سے یہ سوال کرتا کہ

- کیا کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟
- قبیلہ میں کوئی نئی بات پیش آئی ہے؟
- قبیلہ میں کوئی مہمان آیا ہے؟
- اور اگر مہمان آیا ہے تو اس کی ضروریات کیا ہیں؟

اس کے بعد وہ شخص سرکاری دفتر پہنچتا، بچہ کا نام اور دیگر کوائف ایک رجسٹر میں درج کرتا اور ان کی ضروریات کا مناسب انتظام کرنے کے لیے وظیفہ مقرر کرتا۔

آبادکاری اور فوجی مراکز: مفتوحہ علاقوں میں آپ نے آبادکاری کی داغ بیل ڈالی اور مختلف ممالک میں اسلامی افواج کے لیے چھاؤنیاں اور مراکز قائم کیے۔ اس سلسلے میں شام کے ساحل پر قلعہ جبلہ، اسی طرح طرح مرعش، قیروان، الاذقیہ، انطرطوس، مرقیہ اور بلنیاس وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر علاقے کی اندرونی

www.ahnafmedia.com

صورتحال کو جرائم سے روکنے اور پر امن رکھنے کے لیے پولیس کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ نے اس کے بھی پورے انتظامات فرمائے۔

نہروں اور چشموں کی منصوبہ بندی: آپ کے دور میں محکمہ آبپاشی پر بھی خصوصی توجہ دی گئی اور عوام کی سہولت کے پیش نظر نہری نظام کی بنیاد ڈالی گئی۔ چنانچہ عراق میں نہر معقل (صحابی رسول حضرت معقل بن یسار نے اس کا افتتاح کیا تھا)، مدینہ طیبہ میں میدان احد کے قریب قناۃ معاویہ کے نام سے نہر کھدوائی گئی۔ اسی طرح مدینہ طیبہ سے تقریبا 20 میل دور نشیبی علاقے میں چوپایوں کی سہولت کے لیے ایک بند بنوایا جس میں بارش کا پانی جمع ہوتا اور مویشی اس سے فائدہ اٹھاتے۔

تاریخ عرب و عجم کی تدوین: ابن ندیم نے الفہرست میں لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں یمن کے دارالحکومت صنعا میں عبید بن شریہ جہمی بہت بڑا تاریخ دان رہا کرتا تھا۔ اس نے زمانہ جاہلیت بھی پایا اور عہد نبوت بھی۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث نہیں سنی تھی۔ اسے عرب و عجم کے سلاطین اور امراء کے حالات ازبر تھے، علم انساب کا ماہر تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اسے حکم دیا کہ سابقہ عرب و عجم کی تاریخ کو کتابی شکل میں مدون کرے۔ چنانچہ اس نے کئی کتابیں لکھیں مثلاً کتاب الامثال، کتاب الملوک اور کتاب الماضیین وغیرہ۔ اسی طرح اس وقت کے مشہور تاریخ دان دغفل بن حنظلہ سدوسی کو بھی تدوین تاریخ میں لگایا۔

یونانی طب کے لیے خدمات: علامہ شبلی نعمانی نے الانتقاد علی تمدن اسلامی میں لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک شخص ابن آثال ماہر لسانیات تھا۔ اس نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم پر یونانی طب کی کتابوں کو یونانی سے عربی زبان میں منتقل کیا۔ اور اس سے پہلے یہ کام کسی شخص نے نہیں کیا تھا۔

www.ahnafmedia.com

دیگر سماجی خدمات: مختصر یہ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کئی منصوبوں کو عملی جامہ پہنایا مثلاً:

- تجارت کے فروغ کے لیے آپ نے بیت المال سے بغیر نفع اور سود کے قرضے جاری کیے اور اس کے لیے بین الاقوامی معاہدے کیے۔
- انتظامیہ کو منظم جبکہ عدلیہ میں مداخلت سے روکنے کے احکام جاری کیے۔
- دمشق میں سب سے پہلا اقامتی ہسپتال قائم کیا۔
- بیت اللہ کے پرانے غلافوں کو اتار کر نیا غلاف چڑھانے کا حکم نامہ جاری کیا
- سب سے پہلے اسلامی بحری فوج قائم کی۔
- بحری جہاز کے کارخانے بنائے۔
- اس وقت کی عالمی سپر پاور رومی بحریہ کو شکست دی۔
- فن خطاطی میں خط دیوانی کے موجد آپ ہیں۔
- ڈاک کا جدید مضبوط نظام قائم کیا اوڈاکخانہ کے نظام کی اصلاحات کیں۔
- سرکاری حکم نامے پر سرکاری مہر لگانے اور حکم کی ایک کاپی سرکاری دفاتر میں محفوظ رکھنے کا طریقہ آپ کی ہی ایجاد ہے۔
- آپ نے قانون کی طرح طب اور علم الجراحت کی تعلیم کا بھی خاطر خواہ انتظام کیا۔

امہات المومنین سے حسن سلوک: امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب المصنف میں عبدالرحمان بن عصمہ کے حوالے سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک قاصد ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں کچھ ہدیہ لے کر حاضر ہوا اور آکر عرض کی کہ امیر المومنین کی طرف سے یہ ہدیہ قبول فرمائیں۔

www.ahnafmedia.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ ہدیہ قبول فرمالیا۔ جب وہ قاصد واپس چلا گیا تو عبد الرحمان بن عصمہ نے ام المومنین سے عرض کیا کہ کیا ہم مومن نہیں اور وہ امیر المومنین نہیں؟ تو ام المومنین سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ ہاں تم مومن ہو اور وہ (سیدنا معاویہ بن ابو سفیان) امیر المومنین ہیں۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک قیمتی ہار ہدیۃً پیش کیا جس کی اس وقت قیمت ایک لاکھ دراہم تھی۔ سیدہ نے وہ قبول فرمایا اور اسے دیگر امہات المومنین میں تقسیم فرمایا۔

حسنین کریمین سے خوشگوار تعلق: امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ میں لکھا ہے کہ جب حضرت امیر معاویہ کی خلافت قائم ہو گئی تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنے بھائی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لاتے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں شہزادوں کا بہت زیادہ اعزاز و اکرام فرماتے انہیں مرحبا کہتے اور بیش قیمت عطیات سے ان کی خدمت فرماتے۔

مقدس متبرکات سے حصول فیض: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ متبرکات تھے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے: "حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کاٹے۔" وہ بال آپ نے اپنے پاس محفوظ رکھے اور وصیت فرمائی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو ان کو میرے منہ اور ناک میں رکھ دیا جائے۔

مورخ بلاذری نے انساب الاشراف میں لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تراشے ہوئے ناخن مبارک کے چند ٹکڑے موجود تھے آپ نے وصیت فرمائی کہ بعد وفات ان کو میرے منہ، ناک،

www.ahnafmedia.com

آنکھوں اور کانوں میں ڈال دیا جائے اور فرماتے تھے کہ مجھے پوری امید ہے کہ ان کی برکت سے میری معافی ہو جائے گی۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک قمیص مبارک بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھی جس کے بارے میں ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب آپ مرض الوفات میں تھے تب آپ نے یہ وصیت فرمائی کہ اس قمیص کو میرے کفن میں ایسے طور پر شامل کرنا کہ یہ میرے جسم کے ساتھ ملی رہے۔

تقویٰ کی تلقین: ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ پر شدت مرض کی وجہ سے غنودگی طاری ہو گئی۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو آپ نے اپنے اہل خانہ کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ کا خوف کرو۔ جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہلاکتوں سے بچا لیتے ہیں اور جو شخص اللہ سے خوف نہیں رکھتے تو ان کی ہلاکت سے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔

وفات: بالآخر وہ وقت بھی آ پہنچا جس سے کسی ذی روح کو چھٹکارا نہیں۔ تاریخ خلیفہ ابن خیاط میں ہے کہ آپ کی وفات 22 رجب المرجب 60 ہجری کو ہوئی۔ ضحاک بن قیس فہری رضی اللہ عنہ جو آپ کے معتمد خاص تھے انتقال کے بعد مکان کے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تمام عرب کے لیے جائے پناہ تھے ان کے معاون و مددگار تھے، اللہ تعالی نے ان کے ذریعے مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی کو ختم فرمایا۔ اور بے شمار ممالک کو ان کی سربراہی میں اسلام کے زیر نگیں آئے۔ پھر آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے کفن میں متبرکات کو شامل کر لیا گیا۔

جنازہ: اسی دن نماز ظہر کے بعد ضحاک بن قیس فہری نے دمشق کی جامع مسجد کے قریب آپ کا جنازہ پڑھایا اور آپ کے جسد مبارک کو امام ذہبی کے بقول "باب الجابیہ" اور "باب الصغیر" (دمشق) کے درمیان دفن کر دیا گیا۔

www.ahnafmedia.com

میں نے اپنے بچوں کو پڑھانا ہے !!

مولانا محمد کلیم اللہ حنفی

ٹک ٹک ٹک..... میں نے دروازے پر دستک دی۔

اندر سے معصوم کلی کی چٹکتی ہوئی آواز آئی: امی امی..... بابا آ گیا ہے۔

پھر وہ بھاگتی ہوئی آئی اور دورازہ کھول کر میرے ساتھ لپٹ گئی۔ اور توتلے انداز میں کہنے لگی:

بابا... بابا۔۔۔ میں نے میں نے قاعدہ ختم کر لیا ہے۔ بابا... بابا آج میں چھٹی کے وقت واپس آئی ہوں۔ یہ کہہ کر ہنستی ہوئی ماں کے پاس چلی گئی۔

کیا بتاؤں اس سکون کا؟؟ کیسے احساس دلاؤں اس کیفیت کا؟ اس دلی خوشی کو الفاظ کا لباس کیسے پہناؤں ؟ دل کو شاید زندگی میں پہلی بار اتنی بڑی خوشی ملی۔ میری اولاد..... میری لخت جگر..... میری آنکھوں کی ٹھنڈک..... خدا کا نور حاصل کرنے لگی ہے۔ اُس ازلی و ابدی لاریب و لاشک انقلابی دستوری روحانی کتاب اور اللہ کے کلام کو سیکھنے لگی ہے۔ خدائی امانت کو اپنے سینے میں سمانے چلی ہے جسے بلند قامت مضبوط پہاڑ بھی نہ اٹھا سکیں۔

یہ اتوار کا دن تھا۔۔ صبح ساڑھے سات بجے..... مدرسے کے یونیفارم میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ ایک ہاتھ میں ابتدائی قاعدہ اٹھائے دوسرے ہاتھ سے اپنے بابا کی انگلی پکڑے مدرسے کی طرف چلی آ رہی تھی۔ جہاں اسے تعلیم بھی ملنی ہے اور تربیت بھی ملنی ہے۔ جہاں اس کی زندگی بھی بننی ہے اور آخرت بھی سنورنی ہے۔ جہاں دین بھی ملنا ہے اور دنیا بھی۔ جہاں اس کا حال بھی اچھا اور مستقبل بھی تابناک

www.ahnafmedia.com

ہونا ہے۔ میں سوچوں میں غلطاں کشاں کشاں مدرسے کی طرف جارہا تھا۔

آج بچے سکول میں جاتے نہیں نظر آرہے تھے۔ پھر ذہن میں آیا کہ اوہ آج اتوار ہے اور اسکولوں میں چھٹی ہے۔ مجھے اسکولوں کی اہمیت افادیت اور ضرورت سے ہر گز انکار نہیں۔ لیکن چند باتیں میرے دل کے دریچے پر دستک دے رہی ہیں۔

1: یورپ سے لے کر برصغیر پاک وہند کے آخری مشرقی کنارے تک اور وہاں سے ہمارے ان دیہاتوں تک مغربی سوچ، غلامانہ ذہنیت اور فرنگی تہذیب ہمارے دماغوں پر فرماں روائی کر رہی ہے۔ حصول علم کا مقصد جہالت کا خاتمہ کم نوکری کی تلاش زیادہ ہے۔ مجھے اس سوچ پر شکوہ ہے۔ جب یہ سوچ ہمارے معاشرے کے ہر کچے پکے مکان میں پروان چڑھ رہی ہو تو بھلا تعلیم کے نتائج کیسے مرتب ہو سکتے ہیں؟؟ علم کے حصول کا بنیادی مقصد انسانیت کے قدریں اجاگر کرنا ہونا چاہیے۔

2: اسلام ہماری بنیاد ہے۔ ایمانیات اور اسلامی احکامات ہماری شناخت ہے۔ مشرقی تہذیب و کلچر ہماری پہچان ہے۔ لیکن ہمارے عصری اداروں میں دی جانے والی تعلیم میں ان کی کیا حیثیت باقی رہ گئی ہے۔

ہمارے بچوں کو twinkle twinkle little star یاد ہے۔ لیکن آسمانی کتابوں اور فرشتوں کا علم نہیں۔ خلفائے راشدین کے کارناموں سے تو کجا ناموں سے بھی واقفیت نہیں۔ جب ہماری آنے والے نسل نو کو اپنے حقیقی پیشوائوں کا سرے سے پتہ ہی نہیں ہو گا تو وہ کل کو ان جیسی زندگی کیسے گزاریں گے۔؟

3: انگریزی، ریاضی، سوشل سٹڈی، سائنس کو مدارس میں شامل نصاب کرنے پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ وقت کی ضرورت بتایا جاتا ہے۔ ترقی کا پہلا زینہ قرار دیا جاتا ہے۔ زندگی کو اس کے بغیر ادھورا کہا جاتا ہے۔ ہمیں یہ بھی تسلیم ہے۔ ارباب مدارس نے ان کو شامل نصاب بھی کیا ہے۔ لیکن عجب ماجرا ہے کہ اسلامی ملک کے عصری

www.ahnafmedia.com

تعلیمی اداروں سے ڈگریاں حاصل کرنے والے جدید تعلیم یافتہ اشرافیہ طبقے کو سربراہوں کو دیکھ کر سورۃ اخلاص بھی نہ پڑھی جا سکے تو آپ خود بتایئے اب ہم کیا سمجھیں؟؟ کیا اسکولوں میں اسلام پر توجہ دی جارہی ہو گی۔؟؟

4: آج جن مدارس کو ایک خاص سازش کے تحت شدید تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے ان کی تاریخ بتلاتی ہے کہ ارباب مدارس نے قوم سے ایک وعدہ کیا تھا وہ معاشرے کو حافظ، قاری، موذن، امام، معلم، مبلغ، داعی اور مفتی مہیا کریں گے۔

آپ جائزہ لے لیں آج ہر مسجد کے لیے آپ کو موذن، امام، حافظ، قاری۔ قرآن وسنت کی تعلیم دینے والا معلم مل جائے گا۔

روزمرہ کے دینی مسائل کے حل کے لیے آپ کو مفتی مل جائے گا۔

دین اسلام کو گھر گھر پہنچانے کے لیے مبلغ اور داعی مل جائے گا۔

روحانیت کا فیض بانٹنے اور معاشرے کو اخلاقی بالیدگی دینے والا پیر اور خانقاہ کا شیخ مل جائے گا۔

اسی طرح عصری تعلیمی اداروں نے بھی قوم کو انجینیر، وکیل، جج، ڈاکٹر دینے کا عزم کیا تھا۔ لیکن آج ہمیں اچھے انجینئر باہر سے کیوں منگوانے پڑتے ہیں؟

اپنے ڈاکٹروں کے ہوتے ہوئے ہمیں علاج کے لیے لندن اور دیگر ممالک کا سفر کیوں کرنا پڑتا ہے؟

وکیل بننے کے لیے ہمارے نوجوان باہر کا رخ کیوں کرتے ہیں؟

اور ہمارے عصری تعلیمی اداروں میں مخلوط نظام کے ذریعے حیا باختگی کا طوفان بلاخیز کیوں ہمارے کلچر کو بہا کر لے جارہا ہے؟؟

5: مدارس اسلامیہ میں محض کتابوں کے حروف سے شناسائی کرا کر اساتذہ اپنے فرائض منصبی سے سبکدوش نہیں ہو جاتے بلکہ تعلیم کے ساتھ ساتھ اخلاقی

www.ahnafmedia.com

وروحانی تربیت میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتے ہیں۔

اسی کا نتیجہ ہے کہ مدارس والے تنخواہیں بڑھانے کے لیے بھوک ہڑتالیں، دھرنے، احتجاج نہیں کرتے۔ بلکہ محب وطن سنجیدہ اور باوقار معزز شہری بن کر زندگی بسر کرتے ہیں۔

خیر بات کہیں اور چل نکلی.....

وہ روز صبح اٹھتی ہے۔ اس کی ماں اسے مدرسے جانے کی تیاری کراتی ہے۔ وہ روز یونیفارم میں قاعدہ اٹھائے بابا کی انگلی پکڑے قرآن پڑھنے جاتی ہے۔ اللہ اسے علم کے حصول کے لیے قبول فرمائے، اس راہ کی ساری مشکلات کو دور فرمائے، روز قیامت قرآن کریم کو اس کا سفارشی بنائے۔ اور اللہ کریم اس کی بدولت بروز محشر ساری انسانیت کے سامنے ہمارے سروں پر تاج سجا کر ہمارا سر فخر سے بلند کرے۔ آمین

www.ahnafmedia.com

توجہ فرمائیں!!!

دفتر رسائل و جرائد کی طرف سے گزارش ہے کہ جن قارئین خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کی سالانہ فیس پوری ہو چکی ہے یا ان کے ذمہ سابقہ رقم واجب الادا ہے وہ جلد از جلد اپنی رقم جمع کرائیں۔ تاکہ رسائل کو بلا تعطل اور بروقت روانہ کیا جا سکے۔ امید ہے کہ آپ ضرور شفقت والا معاملہ فرمائیں گے۔

نوٹ: رقم جمع کرانے کے بعد اطلاع ضرور دیں۔

فون نمبر: 03326311808

واٹس ایپ: 03062251253

اُم المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا حیات و خدمات

محترمہ سعدیہ الیاس گھمن
منتظمہ: مرکز اصلاح النساء

نام و نسب:

آپ کا نام نامی اسم گرامی سودہ (رضی اللہ عنہا) تھا قریش کے خاندان عامر بن لوی سے تعلق تھا۔ والد کی طرف سلسلہ نسب: سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس۔ والدہ کی طرف سے الشموس بنت قیس بن زید بن عمرو بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار۔

کنیت:

ان کی کنیت ام الاسود تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے سکران بن عمرو بن عبد شمس کے نکاح میں تھیں اور حضرت سکران رضی اللہ عنہ ان کے چچازاد بھائی تھے۔

قبولِ اسلام:

ابتداء نبوت میں مشرف باسلام ہوئیں ان کے ساتھ ان کے شوہر نامدار نے بھی دعوتِ اسلام پر لبیک کہا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔ دونوں کو قدیم الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے، حبشہ کی پہلی ہجرت میں یہ دونوں شریک نہ ہو سکے اور قریشِ مکہ کی سختیاں جھیلتے رہے لیکن جب مشرکین کا ظلم و ستم اپنی انتہاء کو پہنچ گیا تو ایک بہت بڑی جماعت مسلمانوں کی ہجرت کے لئے حبشہ کی طرف تیار ہوگئی۔

کئی سال حبشہ گزارنے کے بعد جب یہ مکہ مکرمہ واپس آئیں تو ان کے شوہر

www.ahnafmedia.com

کامکہ مکرمہ میں انتقال ہو گیا۔

حریم نبوّت میں آمد:

حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے وصال کے بعد سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں آئیں ،مؤرخین کی تصریحات کے مطابق ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد سب سے پہلی خاتون جنہیں ام المؤمنین ہونے کا شرف حاصل ہوا وہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ لکھتے ہیں:"تزوج رسول الله صلى الله عليه وسلم سودة فى رمضان سنة عشر من النبوة بعد وفات خديجة وقبل تزوج عائشه ودخل بها بمكة وهاجر الى المدينه"

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رمضان المبارک 10 نبوی میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور یہ نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے فرمایا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آ گئیں اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے انتقال سے غمگین اور پریشان تھے اس لئے کہ وہ ہر مشکل وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غم خوار اور غمگسار تھیں اور اب آپ کی دلداری اور غمگساری کرنے والی کوئی نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت کو دیکھ کر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو ایک مونس وغمگسار رفیقہ حیات کی ضرورت

www.ahnafmedia.com

ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! گھر بار کا انتظام اور بال بچوں کی پرورش سب خدیجہ کے متعلق تھا تو اس پر خولہ بنت حکیم نے کہا کہ کیا میں آپ کے لئے کہیں نکاح کا پیغام دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مناسب ہے اور عورتیں ہی اس کام کے لئے موزوں ہوتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کسی جگہ پیغام دینے کا خیال ہے؟ تو خولہ نے کہا کہ اگر آپ کنواری سے نکاح فرمانا چاہیں تو آپ کے نزدیک تمام مخلوق میں جو سب سے زیادہ محبوب ہے ابو بکر اس کی بیٹی عائشہ سے نکاح فرمالیں اور اگر کسی بیوہ سے نکاح فرمانا چاہیں تو سودہ بنتِ زمعہ موجود ہے جو آپ پر ایمان لائی اور آپ کا اتباع بھی کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ دونوں جگہ پیغام دے دیں۔

خولہ پہلے سودہ کے پاس گئیں اور کہا کہ اللہ جل مجدہ نے آپ پر خیر وبرکت کے دروازے کھول دیے ہیں تو انہوں نے کہا کہ وہ کیسے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے کوئی عذر نہیں لیکن آپ میرے والد کے پاس جائیں اور انہیں یہ بتادیں تو حضرت خولہ کہتی ہیں کہ میں سودہ کے والد کے پاس گئی جو نہایت بوڑھے تھے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کون ہے؟ میں نے جواباً عرض کیا کہ خولہ! انہوں نے کہا مرحبا۔ کہو کیسے آنا ہوا؟ حضرت خولہ نے جواب دیا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب کی طرف سے آپ کی بیٹی کے لئے نکاح کا پیغام لائی ہوں انہوں نے سن کر کہا ہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک شریف کفو ہیں، (ھو کفو کریم) لیکن معلوم نہیں کہ سودہ کی کیا رائے ہے؟ حضرت خولہ نے کہا اسے یہ پیشکش قبول ہے۔

حضرت خولہ کے والد نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائیں آپ کی تشریف آوری پر زمعہ نے اپنی صاحبزادی سودہ سے نکاح کی اجازت طلب کی: اے جان پدر! یہ خولہ کہتی ہیں کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب نے تجھے نکاح کا پیغام بھیجا ہے میرے نزدیک نہایت عزت دار گھرانہ ہے کیا تو راضی ہے کہ تیرا نکاح ان سے

www.ahnafmedia.com

کر دوں ؟حضرت سودہ نے کہا جی ہاں میری رائے بھی یہی ہے غرض اس طرح بحسن و خوبی اور خوش اسلوبی سے تمام مراحل طے ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے گئے اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی قدر نے نکاح پڑھایا اور چار سو درہم مہر مقرر ہوا۔

ہجرت:

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تین سال تک مکہ معظمہ میں اقامت گزیں رہے پھر جب اللہ جل شانہ کی طرف سے ہجرت کی اجازت مل گئی تو حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور دونوں حضرات اپنے اہل و عیال کو مکہ میں چھوڑ گئے جن میں سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ مدینہ منورہ پہنچ کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ اور ابو رافع کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم دے کر بھیجا اور فرمایا کہ ایک اونٹ قدید کے مقام سے خرید لینا تاکہ حضرت فاطمہ ،ام کلثوم اور حضرت سودہ رضی اللہ عنھم کو لے آئیں جبکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے کنبے کو اپنے ساتھ مدینہ لے کر گئے جن میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ان کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔

زہد و تقویٰ:

ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ میں بلند شان کی حامل تھیں۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں: حضرت سودہ رضی اللہ عنہا عبادت و تقویٰ اور زہد والی خاتون تھیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا: میرے بعد گھر میں بیٹھنا اس پر سیدہ سودہ رضی اللہ

www.ahnafmedia.com

عنہانے ایسی سختی سے عمل فرمایا کہ پھر کبھی حج کے لئے بھی تشریف نہ لے کر گئیں اور فرماتی تھی کہ میں حج و عمرہ دونوں کر چکی ہوں اور اب رسول خدا کے حکم کے مطابق گھر ہی میں بیٹھوں گی۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد سب ازواج مطہرات نے آپ کے انتقال کے بعد کئی حج کئے لیکن سیدہ زینب بنت جحش اور سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہانے آپ کے بعد کوئی حج نہیں کیا اور برابر گھر میں رہیں اور فرمایا کرتی تھیں بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بعد ہم اپنی جگہ سے نہیں ہلیں گی ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال پیدا نہیں ہوا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی۔

سخاوت وفیاضی:

یوں تو اس زمانہ کی مسلمان عورتوں میں اس دنیا کی فانی چیزوں کو جوڑ جوڑ کر اور گن گن کر جمع کر کے رکھنے کا دستور اور رواج نہ تھا اور اس دنیا اور اس کی چیزوں کے فانی اور ختم ہونے کا تصور ہمیشہ آنکھوں کے سامنے رہتا تھا لیکن بعض عورتیں اپنی لمبی فیاضی و کشادہ دلی کی بناء پر اس میں خاص درجہ رکھتی تھیں۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا طائف سے آئی ہوئی کھالیں خود بناتی تھیں اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی اسے نہایت آزادی کے ساتھ نیک کاموں میں خرچ کرتی تھیں۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور حشر کی تمنا:

ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا جب عمر رسیدہ اور بوڑھی ہو گئیں تو ان

www.ahnafmedia.com

کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے طلاق نہ دے دیں اور وہ شرف محبت اور شرف زوجیت سے محروم نہ ہو جائے ان کی دلی تمنا تھی کہ وہ قیامت کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے اٹھیں چنانچہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بوڑھی ہو گئی ہوں اب میں اپنی باری عائشہ کو ہبہ کر دیتی ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس پر راضی ہو گئے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی اس پیش کش سے خوش ہو گئیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو خطرہ ہو گیا تھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں طلاق دے دیں گے چنانچہ انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے طلاق نہ دیں مجھے اپنی زوجیت کے شرف سے محروم نہ فرمائیں اور میری باری کا دن عائشہ کو دے دیا کریں چنانچہ آپ نے منظور فرمالیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

"وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ"

ترجمہ: اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے غالب احتمال، نامناسب رویہ یا بے پرواہی کا ہو تو دونوں کو اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم ایک خاص طور پر صلح کر لیں اور صلح بہتر ہے۔

ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے ایثار کا یہ عدیم النظیر اور فقید المثال واقعہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی منظور نظر اور محبوبہ کو اپنی باری کا دن تفویض فرما کر اپنے شوہر کی رضا مندی کا تمغہ بھی حاصل کر لیا اور اپنی سوکن کو بھی راضی کر لیا۔ قربان ہوں میرے ماں باپ ہادی کائنات، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ آپ نے نیک و صالح عورت کی صفات میں پہلی صفت "ان امرھا اطاعته

www.ahnafmedia.com

"اگر شوہر بیوی کو حکم دے تو بیوی اس کے حکم کو بجالائے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے خصائص میں سے ایک خصوصیت تھی کہ انہوں نے اپنی باری سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سپرد کر دی ان کا یہ جذبہ ایثار اس وجہ سے تھا کہ وہ اس محبوبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے بارگاہ نبوّت میں تقرب حاصل کریں۔ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے کبر سنی کی وجہ سے اپنی باری کا دن اور رات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دے دی تھی اور ان کا مقصد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی حاصل کرنا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نو بیویوں کے پاس باری باری تشریف لے جایا کرتے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں دو راتیں بسر فرماتے تھے۔

مناسک میں رعایت:

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے 10 ہجری میں حج ادا فرمایا آپ کی تمام ازواج مطہرات ہمراہ تھیں۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا تیزی کے ساتھ چل پھر نہ سکتی تھیں بلکہ تھوڑا آہستہ رفتار تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ لوگوں کے مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہونے سے قبل انہیں جانے کی اجازت دی جائے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال شفقت فرماتے ہوئے اجازت مرحمت فرمادی چنانچہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا رات ہی میں لوگوں سے پہلے مزدلفہ سے روانہ ہو گئیں کیونکہ انہیں بھیڑ میں چلنا دشوار تھا۔

سانحہ ارتحال:

ایک مرتبہ تمام ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن اجمعین بارگاہ رسالت

www.ahnafmedia.com

پناہ میں بیٹھی ہوئی تھیں عرض کرنے لگیں کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم میں سے سب سے پہلے کس کا انتقال ہو گا۔۔۔؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اسرعکن بی لحاقاً اطول کن یداً"

ترجمہ: تم میں سب سے پہلے وہ مجھ سے ملے گی جس کا ہاتھ سب سے لمبا ہو گا اب انہوں نے ظاہری ہاتھ کی لمبائی سمجھی ہاتھ ناپے گئے تو سب سے دراز ہاتھ حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا تھا لیکن جب سب سے پہلے حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کی لمبائی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد سخاوت اور فیاضی تھی۔

علامہ ابن عبد البر نے استیعاب میں ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی وفات سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بیان کیا ہے اور یہی قول علامہ ابن حجر عسقلانی نے ابن خیثمہ سے نقل کیا ہے اور لکھا ہے: یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے 54ھ میں وفات پائی اور واقدی نے اس قول کو ترجیح دی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ بسند صحیح روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت کے آخری زمانہ میں وفات پائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت 23ھ میں ہے اس لئے ان کا زمانہ وفات 23ھ ہو گا تاریخ خمیس میں ہے کہ یہی روایت سب سے زیادہ صحیح ہے۔

اولاد:

ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پہلے شوہر سکران سے ایک لڑکا عبد الرحمن پیدا ہوا انہوں نے جنگ جلولا فارس میں جام شہادت نوش فرمایا لیکن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ رضی اللہ عنہا

www.ahnafmedia.com

نکاح سنتِ نبوی ہے!!

عمارہ الیاس گھمن

نسل انسانی کی بقاء وافزائش کا آسان اور فطری ذریعہ نکاح ہے، نکاح ایسا عمل ہے جو صرف دنیاوی ہی نہیں بلکہ شریعت محمدیہ میں اسے ایک عبادت کا درجہ دیا گیا ہے حدیث مبارک ہے: نکاح میری سنت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو کوئی میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔

نکاح اگر خوشی کا موقع ہے تو دین اسلام کی ترغیب کے مطابق ایک سے زائد نکاح خوشی دوبالا کرنے اور بے شمامعاشرتی مسائل کو حل کرنے والا عمل ہے۔جو خیر القرون سے رائج ہے لیکن ہماری بد قسمتی کہ مغربی پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر اور ہندوؤں کے ساتھ ایک مدت گزارنے کی وجہ سے ہماری اکثریت نکاح ثانی اور نکاح ہیوگان جیسے واضح دینی معاملات کو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھنے لگی اور نوبت یہاں تک آپہنچی ہے کہ اگر کوئی شخص احکام وضوابط کو مد نظر رکھ کر ضرورت کے تحت بھی نکاح ثانی کرتا ہے تو دنیا کی نگاہ میں مشکوک ہو جاتا ہے۔

ضرورت کے وقت نکاح اول جس طرح بعض حالات میں سنت بعض میں واجب یا فرض ہے اسی طرح بوقت ضرورت دوسرا، تیسرا اور چوتھا نکاح بھی جائز ہے۔اسلام کے مظلوم احکام میں سے ایک حکم تعداد ازواج کا ہے جس کی حلت وترغیب پر خود اللہ رب العزت نے اپنی مبارک کتاب میں آیت نازل فرمائی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔فانکحوا ماطاب لکم من النسآ مثنیٰ وثلٰث وربٰع۔ اور صرف اسی پر اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ اپنے محبوب ترین بندوں پیغمبروں اور سرتاج الانبیاء اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور بلاد مقدسہ کے مسلمانوں میں آج تک اس

www.ahnafmedia.com

عمل کو جاری فرما کر اس مبارک عمل کو سنت متواترہ کا درجہ دیدیا۔ اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ پاک وہند کے مسلمانوں میں جس طرح پہلی شادی کو اچھی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں سب عزیز واقارب خوشی سے پھولے نہیں سماتے اسی طرح نکاح ثانی پر بھی فخر وانبساط کا اظہار کیا جاتا بلکہ سنت وعبادت سمجھ کر کرتے اور اپنے آپ کو آپ ﷺ کی سفارش کا مستحق بنانے کی کوشش کرتے لیکن افسوس کہ یہ متضاد سوچ کے مالک بن گئے۔

ایک وقت تھا جب کسی مسلمان کے لیے اتنا کہنا کافی تھا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ہے، اس کے لیے یہ دلیل وسند کافی ہوتی تھی اور اس کے اعتقاد کوئی چیز متزلزل نہیں کر سکتی تھی ہماری بد قسمتی ہے کہ ہم مغرب کے پروپیگنڈہ میں آکر اپنی تہذیب اور پہچان بھول چکے ہیں بلکہ دین کے ظاہر احکام میں ردوقد اسے کام لینے لگے ہیں اور سنن کو معیوب سمجھنے لگے ہیں (العیاذ باللہ) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ، ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے جوانوں کی جماعت! جو شخص تم میں سے گھر دستی کا بوجھ اٹھانے کی ہمت رکھتا ہو اس کو نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ نکاح نگاہ کو نیچی رکھنے والا ہے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والا ہے۔
(حیوۃ المسلمین)

اگر وسعت کے ساتھ بہت زیادہ تقاضا ہے کہ بدون نکاح کیے حرام کا مرتکب ہو جائے گا تو نکاح کرنا فرض ہے۔

اگر ضرورت ہو مگر وسعت نہ ہو تو واجب ہے اور وسعت کا تدارک محنت، مزدوی اور قرض سے کرے جس کی ادئیگی کا مصمم ارادہ ہو۔

اگر ضرورت نہیں لیکن وسعت ہے تب بھی نکاح سنت ہے۔

www.ahnafmedia.com

نامرد کا نکاح کرنا گناہ ہے۔

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عکاف تمیمی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے آپ ﷺ نے فرمایا اے عکاف! کیا تمہاری بیوی ہے؟ عرض کیا نہیں فرمایا باندی ہے؟ عرض کیا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا اور خیر سے تم مال دار بھی ہو وہ بولے کہ خیر سے میں مالدار بھی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تو تم اس حالت میں شیطان کے بھائی ہو اگر تم نصاریٰ میں سے ہوتے تو ان کے راہبوں میں سے ہوتے ہمارا طریقہ نکاح ہے تم میں سے بدتر مجرد لوگ ہیں شیطان کے پاس کوئی ہتھیار جو نیک لوگوں میں پورا اثر کرنے والا ہو عورتوں سے بڑھ کر نہیں مگر جو لوگ نکاح کئے ہوئے ہیں وہ گندی باتوں سے پاک وصاف ہیں (مسند امام احمد)

بعض روایات میں نکاح کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے حدیث شریف کے مطابق سب سے خرچ والا نکاح سب سے زیادہ برکت والا ہوتا ہے، گنجائش سے زیادہ خرچ کرنا مناسب نہیں بالخصوص رسومات سے بچ کر نکاح کرنا اس میں برکت ہی برکت ہے۔

انسان مرد ہو یا عورت نکاح سے باوقار بنتا ہے فطری تقاضے پورے ہوتے ہیں غیر فطری تقاضوں سے بچنا آسان ہوتا ہے۔ ایمان کی سلامتی کا بہت بڑا اور مؤثر ذریعہ نکاح ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نکاح کے متعلق مصروفیات اپنانا نفلی عبادت سے بہتر ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ میری نظر میں عورتوں اور خوشبو کو محبوب بنادیا گیا ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے (مستدرک علی الصحیحین)

اس حدیث کی تشریح میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ اس

www.ahnafmedia.com

حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے واضح اشارہ فرمادیا کہ میں کھانے پینے سے تو صبر کر سکتا ہوں مگر عورتوں سے صبر نہیں کر سکتا (زادالمعاد)

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ عورتوں سے محبت انسان کے کامل ہونے کی علامت ہے اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس امت میں سب سے بہترین وہ ہے جس کی بیویاں زیادہ ہوں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؛ کہ عورتیں اور خوشبو بظاہر دنیا کا سامان ہیں مگر یہ دین سے تعلق رکھتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کو دنیا کی چیزوں سے تین چیزیں سب سے زیادہ محبوب و مرغوب تھیں ،عورتیں،خوشبو، کھانا۔ پس ان میں سے دو چیزوں کو آپ ﷺ نے حاصل فرمایا اور ایک سے اجتناب فرمایا (الطبقات الکبری)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنتوں میں سے ہیں:ا۔ نکاح کرنا(۲)ختنہ کرنا(۳)مسواک کرنا(۴)خوشبو لگانا۔

حضور ﷺ نے نکاح کے بارے میں ہدایت فرمائی ہے۔ کہ کسی عورت سے چار باتوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے (۱) اس کے مال کی وجہ سے (۲)اس کے خاندان کی وجہ سے (۳)اس کی خوبصورتی کی وجہ سے (۴)اس کی دینداری کی وجہ سے تمہیں چاہیے کہ عورت کا انتخاب دینداری اور اخلاق کی بنیاد پر کرو۔

ہم نے آقا ﷺ کی ہدایت اور خیر خواہی سے بھرپور مشورہ کو نظر انداز کر کے محض مال اور جمال کو نکاح کا معیار بنالیا ہے اور لڑکے اور لڑکیوں کے رشتوں میں تاخیر در تاخیر ہوتی چلی جاتی ہے اور بالوں میں چاندی چمکنے لگتی ہے۔ والدین عمر رفتہ کے ساتھ کسی شہزادے کے منتظر رہتے ہیں اور وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے ۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

www.ahnafmedia.com

نے ارشاد فرمایا کہ ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی ہو اور بچے جننے والی ہو کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتواں پر فخر کروں گا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب خلق اور دین کفایت ہو تو نکاح کر دیا کرو ورنہ زمین میں فساد ہو گا (ترمذی، مشکوۃ)

لڑکی کا نکاح کرتے وقت بس تین چیزیں دیکھنا کافی ہیں (۱) قوت جسمانی (۲) کفو میں تفاوت نہ ہو (۳) دینداری جس لڑکے یا لڑکی کی شادی نہ ہوئی ہو اور وہ جواں عمر ہو تو حدیث مبارکہ میں اس کو مسکین کہا گیا ہے یعنی یہ لوگ قابل رحم ہیں کہ عمر کے اس حصے میں ازدواجی زندگی گزارنے سے محروم ہیں۔ نکاح کا مقصد محض شہوت کو پورا کرنا نہیں ہے۔ نکاح کا مقصد بنی نوع انسانی کی افزائش ہے۔

حضور اقدس ﷺ کے قرب خاص میں رہنے والے جلیل القدر صحابی حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے تھے کہ اگر مجھے یقین ہو جائے کہ میری زندگی کے صرف دس ایام باقی ہیں پھر بھی میں نکاح کرنا پسند کروں گا تاکہ اللہ تعالیٰ کے حضور اعزب (بے نکاح) ہو کر حاضر نہ ہوں۔

نکاح کے متعلق ایک صحابی کا واقعہ۔ ایک صحابی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اس صحابی کو فرمایا تم نکاح کیوں نہیں کرتے؟ انہوں عرض کی کہ حضور ﷺ میں غریب آدمی ہوں میرے پاس کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے دوسری مرتبہ فرمایا تو صحابی نے وہی جواب دیا اور ساتھ ہی سوچا کہ جو کچھ آپ ﷺ فرمارہے ہیں اسی میں میری دنیا و آخرت کی بہتری ہو گی اب اگر حضور ﷺ نے فرمایا تو میں نکاح پر آمادگی ظاہر کروں گا چنانچہ جب آپ ﷺ تیسری مرتبہ فرمایا تو اس شخص نے عرض کی حضور ﷺ پھر میرا نکاح کرادیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فلاں شخص کے پاس جاؤ اس سے کہو کہ حضور

www.ahnafmedia.com

ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کر دو۔ صحابی نے عرض کی حضور میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لیے کچھ جمع کرو صحابہ کرامؓ نے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا جمع کیا چناچہ اس صحابی نکاح ہو گیا۔ پھر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ کے حکم پر ایک بکری لے کر اس کے لیے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ سبحان اللہ کیسا معاشرہ تھا جس میں تکلف نہ تھا۔

حضرت سفیان بن عینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زیادہ نکاح کرنا دنیا داری یعنی معاملات دنیا سے نہیں اس کی دلیل میں حضرت فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ اس امت کے زاہد ترین انسان تھے مگر ایک وقت آیا کہ ان کی چار بیویاں تھیں اور دس خاص قسم کی باندیاں تھیں گویا اگر نکاح دنیاوی معاملہ ہوتا حضرت سیدنا علیؓ اس سے کوسوں دور ہوتے کیونکہ آپؓ زاہد ترین انسان تھے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کی چار بیویاں تھیں، سیدنا فاروق اعظمؓ کی یکے بعد دیگرے آٹھ بیویاں تھیں، سیدنا عثمانؓ ذی النورین کی یکے بعد دیگرے آٹھ بیویاں تھیں الغرض نکاح عبادت ہے نہ کہ عادت و شہوت پرستی۔

عظیم آباد میں ایک عورت بہت چھوٹی عمر میں بیوہ ہو گی اس نے ہمیشہ روزہ رکھا اور ہر وقت عبادت مشغول رہتی صحیح معنوں میں قائم اللیل اور صائم النہار بن گی روزہ افطار کے وقت سوکھی روٹی یا گیہوں کا چوکر بھگو کر کھانا کھایا۔ شب و روز تلاوت واذکار میں مشغول رہتی سینکڑوں عورتیں اس کی سچی پارسائی کو دیکھ کر اس کی مرید ہو گئیں مرتے وقت اس نے سب کو بلایا اور سوال کیا کہ میں نے کیسی پارسائی اور عزت و حرمت سے اپنی زندگی کاٹی؟ سب نے جواب دیا بہت مشکل بلکہ ناممکن تھا کہ کبھی مرد کا منہ تک نہ دیکھا ساری عمر روزہ رکھا سوکھی چوکر کھا کر گزارہ کیا اور شب و روز تلاوت واذکار میں مشغول رہیں تو وہ پارسا عورت بولی اب میرے دل کا حال سنو، کہ

www.ahnafmedia.com

جوانی سے بڑھاپے تک رات کو قرآن پاک کی تلاوت کرتے وقت کبھی میرے کان میں چوکیدار کی آواز آتی تو دل یہی چاہتا کہ کسی طرح اس کے پاس چلی جاؤں لیکن خدا کے خوف اور دنیا کی شرم سے بچتی رہی اب میرا آخری وقت ہے میں سب کو نصیحت کرتی ہوں کہ کبھی کسی بیوہ کو بے نکاح نہ رکھنا۔

اس واقعہ سے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول کی تصریح ہو گی کہ نکاح کے بغیر عابد کی عبادت مکمل نہیں ہوتی بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ شادی عبادات میں مخل ہوتی ہے تو یہ سراسر غلط فہمی ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک عیالدار آدمی کو مجرد پر وہ فضیلت حاصل ہے جو ایک مجاہد کو قاعد پر ہے۔

علماء دیوبند نے نہ صرف ہر مسئلہ کو سمجھایا ہے بلکہ عمل کر کے امت کے لیے راہ کھول دی ہے ان مسائل کی جن کو لوگ معیوب سمجھتے ہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں نکاح بیوگان کو نہایت معیوب سمجھا جاتا تھا کیونکہ ہندوؤں کے ہاں بیوہ کو ستی کرنے کا عام رواج تھا کہ جس طرح وہ بیوہ کو منحوس تصور کرتے اسی طرح مسلمان بیوہ کو خوشحال زندگی سے محروم سمجھتے اور اسے ساری عمر اہل خانہ کے لیے بوجھ سمجھتے۔ اس سلسلے میں حضرت نانوتوی نے عملاً نکاح بیوگان کا اجراء فرمایا۔ ایک دفعہ آپ کی خالہ تشریف لائیں اور کہا کہ میرے لڑکے عبداللہ کو کوئی لڑکی نہیں دیتا کیونکہ آپ نے میرا نکاح ثانی کیا تھا اور نکاح ثانی کی اولاد سے لوگ شادی کرنا عیب سمجھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کو میں اپنی بیٹی دوں گا۔ اس کے بعد حضرت گنگوہی کو گنگوہ سے بلالیا۔ جمعہ کے دن مؤذن سے فرمایا کہ لوگوں کو کہہ دو آج وعظ ہو گا۔ خود جمعہ سے پہلے حویلی تشریف لے گے جس لڑکی کی شادی کرنا چاہتے تھے اس کو بخار تھا مولانا کی یہ پہلی اولاد تھی بخار ہی کی حالت میں صاحبزادی سے اجازت لی اور نکاح کر کے انہی کپڑوں میں رخصت فرمایا دیا جس میں وہ ملبوس تھی۔

www.ahnafmedia.com

اُردو کے بعض اَلفاظ

محمد نعیم اللہ خان

نادانی یانادانستگی سے ہم تحریر و تقریر میں کئی الفاظ کو صحیح طرح ادا نہیں کر پاتے۔ اس لیے اصلاح کی خاطر بعض الفاظ کی نشان دہی کی جارہی ہے:

❁ درج ذیل الفاظ کا آغاز زیر (-) سے ہوتا ہے۔

کِرایہ ـــ نِچوڑ ـــ نِڈر ـــ صِحاح ـــ عِطر ـــ وِزارت ـــ ذِھانت ـــ رِفعت ـــ زِراعت ـــ اِمارت ـــ دِلاسا ـــ فِرار ـــ نِقاب مِٹی (مَٹی) ـــ سِفارش ـــ اِکسیر ـــ عِرق النساء ـــ نِوالہ ـــ عِظام (جمع ،عظیم و عظم) ـــ نِنانوے ـــ رِٹ ـــ اِذن (اجازت و حکم) ذِمہ داری ـــ شِفاء ـــ جِھاد ـــ تِجارت ـــ قِیام ـــ خِزانہ ـــ سردِھری مِثل ـــ زِکات ۔

❁ درج ذیل الفاظ کا پہلا حرف مفتوح یعنی زبر (-) والا ہے ۔

غَلَط ـــ وَراثت ـــ ھَذیان ـــ مَذمت ـــ مَحبت ـــ بَھت ـــ سَحری ـــ غَلط فھمی ـــ سَمت ـــ مَحلہ ـــ مَرمت ـــ حَجتہ الوداع ـــ مَبلغ ـــ نَشاط ـــ نَشاتہ ثانیہ ـــ نَشاستہ ـــ شَکل ـــ نَظارہ ـــ سَرقہ ـــ حَجم ـــ مَشھور ـــ آذان ـــ سَفید ـــ سَپید ـــ سَمندر ـــ تَجربہ ـــ تَرجمہ ـــ شکویٰ ـــ ھَونھار ـــ باَھَر ـــ لَذت ـــ نَجات ـــ اَمانت ـــ نَفل

❁ درج ذیل الفاظ کے پہلے حرف پر پیش (ُ) ہے

وُصول ـــ فُصول ـــ اُصول ـــ ھُویدا ـــ مُطّلع ـــ نُمائش ـــ نمُونہ ـــ نُمونیا ـــ عُشر عشیر ـــ درخشان ـــ عُنصر ـــ عُجوبہ ـــ

www.ahnafmedia.com

عُمرانیات ـــــ مُحال ـــــ عُظام (واحد ـــ بزرک - بڑا) ـــــ فُضول ـــــ وُجوہ سُقم ـــــ نُقاط ـــــ حُدود ـــــ قُیود ـــــ

❁ یادرکھیں!

((۱)) تمام دنوں کے نام مذکر ہیں (صرف جمعرات مؤنث ہے)

((۲)) تمام مہینوں کے نام مذکر ہیں

((۳)) تمام دریاؤں کے نام مذکر ہیں (صرف گنگا اور جمنا مؤنث ہیں)

((۴)) تمام دھاتوں کے نام مذکر ہیں (قلعی اور چاندی مؤنث ہے)

((۵)) تمام شہروں کے نام مذکر ہیں (دہلی کو دلی لکھیں تو مؤنث ہے)

❁ درج ذیل الفاظ مذکر ہیں:

اوقات، کرتوت، قالین، جزم، پستول، ٹکٹ، حلیم، زہر، عطر، سگریٹ، کمپوزنگ، پیش، لالچ، بریک، رنگ، نب، تار، دہی، جھاگ، ٹی وی، ٹیب، فوٹو، پت، میل، چرس، تھوک، فرج، عوام (عامی کی جمع ہے، سارے عوام بولا جائے گا) مزاج، ہوش، عیش، جہنم، دوزخ، مرض، قبض، کلام، انتظار، گوند، ماضی، انجیر، لغت، اخبار، درد، پٹ سن، مرہم، روڈ۔

❁ درج ذیل الفاظ مؤنث ہیں:

شانِ نزول، درگزر، ترازو، جدول، جمپر، چپل، محراب، منبر، گھاس، ناک، بارود، ڈکار، پتنگ، جامن، شطرنج، مانند، زیر، سڑک، قوم (واحد اور مؤنث ہے جبکہ عوام جمع اور مذکر ہے)

❁ درج ذیل الفاظ مذکر اور مؤنث دونوں طرح بولے جاسکتے ہیں:

گیند (لکھنو میں مذکر، دہلی میں مؤنث)

شرائط (لکھنؤ، مذکر اور دہلی میں مؤنث)

www.ahnafmedia.com

سانس (مؤنث، اہل دہلی مذکر بھی بولتے ہیں)

فِکر (مؤنث، لکھنو میں مذکر بھی مستعمل ہے، بعض کے نزدیک خیال کے معنیٰ میں مذکر، پریشانی کے معنیٰ میں مونث)

بُلبُل (مذکر و مؤنث دونو طرح)

موتیا (دہلی، مؤنث۔۔ لکھنو، مذکر)

وجوہ (لکھنو، مذکر۔۔ دہلی، مؤنث)

ہراس (لکھنو، مذکر۔ دہلی، مؤنث)

تراکیب (مؤنث، لکھنو میں مذکر)

قمیص (مؤنث، بعض نے مذکر باندھا ہے)

جلق (مؤنث، دہلی میں مذکر)

نشو ونما (دونوں طرح)

کلمات (دہلی میں مؤنث، لکھنو میں مذکر)

بٹیر (دہلی، مذکر۔ لکھنؤ، مؤنث)

گزند (دونوں طرح)

نِقاب (دونوں طرح)

طرز (دونوں طرح، ترجیح مذکر کو)

مالا (دہلی میں مؤنث، لکھنو میں مذکر)

متاع (دونوں طرح)

اِملا (مذکر، بعض نے مؤنث باندھا)

کلِک (دونوں طرح)

جِہات (لکھنو میں مذکر، دہلی میں مؤنث)

www.ahnafmedia.com

نفل (مؤنث، دہلی میں مذکر، لکھنو میں جمع نفلیں)

پریٹ (دہلی، مذکر۔۔۔ لکھنو میں مؤنث)

حکایات (دہلی، مؤنث۔۔۔ لکھنو ، مذکر)

مُحمّل (ترجیح مذکر کو، بعض نے مؤنث بھی باندھا ہے)

محّک (دونوں طرح، ترجیح مؤنث کو)

قلّقل (دونوں طرح)

قلم (لکھنے کا آلہ، مذکر، پہلے مؤنث بھی کہتے تھے)

قیود (مذکر، دہلی میں مؤنث)

حدود (لکھنو، مذکر۔۔۔۔ دہلی، مؤنث)

❁ یہ بھی یاد رکھیں!

خط کتابت (خط و کتابت غلط ہے)

معرکہ آراء (معرکتہ الآراء صحیح نہیں)

وتیرہ (وطیرہ، غلط ہے)

روداد (روئیداد غلط ہے)

خاصا مشکل (کافی مشکل، غلط ہے)

چاق چوبند (چاق و چوبند غلط ہے)

بلند بانگ (بلند و بانگ، صحیح نہیں)

خورد نوش (خورد و نوش غلط ہے)

بے نیل مرام (بے نیل و مرام، غلط ہے)

استفادہ کرنا (استفادہ حاصل کرنا غلط ہے)

دوران کے ساتھ "میں" بھی لکھنا چاہیے۔ درمیان کے ساتھ "میں" نہیں۔

www.ahnafmedia.com

تابعدار نہیں صرف تابع۔

بمعہ ،غلط ہے صرف "مع" (مع اہل وعیال) "ذریعے" فصیح ہے

قسم کھانا، حلف اٹھانا، صحیح ہے۔ (قسم اٹھانا غلط ہے)

درستی (درستگی غلط ہے) ناراضی (ناراضگی، غلطی ہے) علانیہ (اعلانیہ، صحیح نہیں) قرآت (قرات لکھنا ٹھیک نہیں) دھوکا (دھوکہ نہیں) ٹھکانا (ٹھکانہ نہیں)

دکان (دوکان نہیں ، دوکان تو انسانی اعضاء میں سے ہیں) اور دکان دار (دکاندار نہیں) اذان (آذان، نہیں) ائمہ (آئمہ نہیں) عجز وانکسار (عجز وانکساری نہیں، ہاں عاجزی اور انکسار ٹھیک ہے) غیظ وغضب (غیض وغضب نہیں)

❁ اسی طرح لکھتے وقت دو الگ الگ لفظو کو اکٹھے نہیں لکھنا چاہے۔

"اھل حدیث" صحیح ہے، "اہلحدیث" صحیح نہیں

اسی طرح "اھل حدیث" میں جمع بھی ہے۔ " اھل حدیثوں" اہل سنتوں وغیرہ لکھنا اور بولنا صحیح نہیں ۔

ایسے ہی" کے لیے "الگ الگ لکھیں (کیلئے، غلط ہے) اھلِ لاہور (اھلیانِ لاہور ، صحیح نہیں) بد (برا)، بدتر (بہت برا)، بدترین (بہت ہی برا)بہہ (اچھا)، بہتر (بہت اچھا)، بہترین (بہت ہی اچھا) جب "ترین" لگ جائے تو ساتھ "سب سے" لگانا عبث ہے ۔ دیہہ (واحد)، دیہات (جمع) (دیہاتوں، صحیح نہیں)

نہیں کے بعد "ہیں" لکھنا بولنا زائد ہے۔

خوب ، کا معنی اچھا ہے ، خوب تر (بہت اچھا)، خوب ترین (بہت ہی اچھا) ،خوب صورت ، خوب سیرت وغیرہ (خوب صورت مزا، خوب صورت تقریر وغیرہ صحیح نہیں ۔ آپ کہہ لیں "تقریر خوب تھی، مزہ خوب تھا)"

www.ahnafmedia.com

صنفِ نازک کا لہجہ کیسا ہو؟؟

سید عماد الدین

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا

اللہ پاک نے فرمایا: سو کسی سے لچک دار لہجہ میں بات نہ کرنا کہ جس کے دل میں بیماری ہو وہ کوئی غلط امید لگا بیٹھے اور دستور کے مطابق بات کرنا (الاحزاب: ۳۲)

اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اجنبی مردوں کے ساتھ بہ وقت ضرورت سخت اور کھرے لہجے میں بات کریں' نرم اور لچک دار لہجہ میں بات نہ کریں جیسے آوارہ عورتیں اجنبی مردوں سے باتیں کرتی ہیں اور جس سے فساق کے دلوں میں نفسانی خواہشات بیدار ہوتی ہیں۔

(جب یہ حکم ازواج النبی ﷺ، امہات المؤمنین، تمام زمانہ کی عورتوں سے پاک، شریف النفس، شرم حیاء کی سر سے پا تک پیکر ہستیوں کو یہ حکم ہے تو آج کی عورتوں کو بار بار بلکہ لاکھ بار سوچنا چاہیے جو ذہ بھی خیال نہیں کرتیں اور ان کو بھی جو کہتی ہیں پردہ دل کا ہونا چاہیے تو کیا ان پاک ہستیوں سے بھی زیادہ پاک دل ان آج کی مغرب پرست مسلم عورتوں کے ہیں ذرہ ہوش کے ناخن لو مرنا بھی ہے آپ نے)

جس طرح عورت کے وجود کے اندر مرد کے لئے جنسی کشش رکھی ہے اسی طرح عورتوں کی آواز میں بھی فطری طور پر دلکشی، نرمی اور نزاکت ہے، جو مرد کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ لہٰذا اس آواز کے لئے بھی یہ ہدایت دی گئی کہ اجنبی مردوں سے گفتگو کرتے وقت قصداً ایسا لب و لہجہ اختیار کرو کہ نرمی اور لطافت کی جگہ قدرے سختی

www.ahnafmedia.com

اور روکھا پن ہو تاکہ کوئی بد باطن لہجے کی نرمی سے تمہاری طرف مائل نہ ہو اور اس کے دل میں کوئی برا خیال پیدا نہ ہو۔

اجنبی مرد سے نزاکت اور نرمی سے گفتگو کرنے کے بجائے قدرے روکھا پن اختیار کریں چنانچہ ام المومنین اس آیت کے نزول کے بعد غیر مرد سے کلام کرتے وقت منہ پر ہاتھ رکھ لیتیں تاکہ آواز بدل جائے، آگے اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فرما کر اشارہ کر دیا کہ یہ ہدایت اور دیگر ہدایات جو آگے آرہی ہیں متقی عورتوں کے لئے ہیں۔

ہمارے زمانہ میں خواتین کا مردوں کے ساتھ عام اور آزادانہ میل جول ہے' یونیورسٹی میں مخلوط تعلیم کا رواج ہے اور شرعی حدود و قیود کے بغیر عورتیں مردوں کے دوش بدوش مختلف اداروں میں آزادی کے ساتھ کام کرتی ہیں، اسلام کا حکم یہ ہے کہ شرعی ضرورت کے بغیر خواتین اجنبی مردوں سے باتیں نہ کریں خصوصاً نرم و نازک لہجہ میں' قرآن مجید میں ہے:

ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن۔ (سورۃ النور:۳۱)

اور عورتیں اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں تاکہ لوگوں کو ان کی چھپی ہوئی زینت کا علم ہو جائے۔

علامہ ابو کبر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ عورت کو اتنی بلند آواز کے ساتھ کلام کرنے سے منع کیا گیا ہے جس کو اجنبی مرد سن لیں' کیونکہ پازیب کی آواز سے اس کی اپنی آواز زیادہ فتنہ انگیز ہے' اسی وجہ سے ہمارے فقہاء نے عورت کی اذان کو مکروہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ اذان میں آواز بلند کرنی پڑتی ہے اور عورت کو آواز بلند کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

(احکام القرآن ج۳ص۳۱۹' مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور' ۱۴۰۰ھ)

www.ahnafmedia.com

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (نماز میں امام کو متنبہ کرنے کے لیے) مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں اپنے ہاتھ پر ہاتھ ماریں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۱۲۰۴)

علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں :

شارع (علیہ السلام) نے عورت کے سبحان اللہ کہنے کو اس لیے مکروہ قرار دیا ہے کہ اس کی آواز فتنہ ہے اسی لیے اس کو اذان' امامت اور نماز میں بلند آواز کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے سے منع کیا جاتا ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۷۹' مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ' ۱۳۴۸ھ)

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں عورت کو زمین پر پیر مارنے سے منع کیا ہے تاکہ اس کی پازیب کی آواز اجنبی مردوں کو نہ سنائی دے۔

اور حدیث میں عورت کو نماز میں سبحان اللہ کہنے کے بجائے تالی بجانے کا حکم دیا ہے' کیونکہ عورت کا آواز بلند کرنا ممنوع ہے۔

فقہاء احناف کے نزدیک عورت کی آواز عورت ہے اور جس طرح ماسوا ضرورت کے وہ اجنبیوں پر چہرہ ظاہر نہیں کر سکتی اسی طرح وہ بغیر ضرورت کے اجنبی مردوں پر اپنی آواز کو بھی ظاہر نہیں کر سکتی۔

اور اسی طرح فقہاء مالکیہ' فقہاء حنبلیہ اور فقہاء شافعیہ کے نزدیک بھی عورت کا آواز بلند کرنا ممنوع ہے اور پست اور کرخت آواز کے ساتھ وہ بہ وقت ضرورت اجنبی مردوں سے کلام کر سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق سے نوازیں۔ آمین

www.ahnafmedia.com

پیغمبر اسلام کے کریمانہ اخلاق

تنویر اعوان، اسلام آباد

امام غزالیؒ نے اخلاق کی تعریف یوں فرمائی کہ اخلاق نفس کی اس راسخ کیفیت کا نام ہے جس کے باعث اعمال بڑی سہولت سے صادر ہوتے ہیں ان کے کرنے کے لیے سوچ وبچار کے تکلف کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

(احیاء العلوم)

گویا اخلاق کا اطلاق انہی خصائل وعادات پر ہو گا جو پختہ ہوں، جن کی جڑیں قلب وروح میں گہری ہو چکی ہوں۔

اسلام میں ہمیشہ اخلاق حسنہ کی تعلیم اور حوصلہ فزائی کی گئی ہے، رسول اللہ ﷺ کی زندگی اور اخلاق کریمانہ کو انسانیت کے لیے بہترین نمونہ قرار دے کر آئیڈیل کے طور پر پیش کیا گیا، پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد ان الفاظ میں بیان فرمایا بعثت لاتمم مکارم الاخلاق، مجھے اخلاقی خوبیوں کو کمال تک پہنچانے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ (مسند احمد)

قرآن پاک میں نبی کریم ﷺ کی طرز زندگی کو بہترین نمونہ قرار دیا گیا ہے، اور آپ کے اخلاق وکردار کے بارے میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کا قول ہے کان خلقہ القرآن، گویا آپ کے اخلاق قرآنی اخلاق تھے، جن باتوں کا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کرنے کا حکم دیا، آپ نے کر کے دیکھایا، اور جن باتوں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے حضور ﷺ نے خود بھی اس سے اجتناب کیا اور امت کو بھی اس سے بچنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ میں نمایاں صدق ووفا، حلم و بردباری، قوت برداشت، قدرت پاکر درگزر کرنا، مصائب پر صبر کرنا، جود وسخا، امانت

www.ahnafmedia.com

و دیانت، سچائی اور راست بازی، شجاعت و بہادری، خوش اخلاقی، صلح جوئی، توکل، راست بازی، مہمان نوازی، میانہ روی، حیوانوں پر رحم، غرباء کی اعانت، اکل حلال، حیاء و پاکدامنی، عاجزی و انکساری، عدل و انصاف اور دوسروں کی فلاح و کامیابی کے لیے ہمہ وقت بے چین رہنا تھا۔

جب حضرت محمد ﷺ کو نبوت ملی اور پہلی وحی نازل ہوئی، نبوت کے بار گراں سے آپ کی طبیعت مبارکہ میں بے چینی کی کیفیت پیدا ہوئی، گھر پہنچے، حضرت ام المؤمنین حضرت خدیجہ کو سارا واقعہ سنایا، آپ نے اپنے شوہر اور رسول خدا ﷺ کو جن الفاظ میں تسلی دی یقیناً وہ نبی کریم ﷺ کی نبوت سے قبل کی زندگی کی مکمل عکاسی کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا آپ غم نہ کھائیں اللہ آپ کو ضائع نہیں کرے گا، بلکہ آپ کو سرفراز کرے گا، کیونکہ آپ قرابت داروں سے حسن سلوک کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، غرباء و مساکین کی دستگیری فرماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، گرے پڑے لوگوں کی مدد کرتے ہیں، امانت دار، خوش خصال، نیک فطرت اور بلند حوصلہ ہیں۔ (صحیح بخاری)

قبل از نبوت آپ ﷺ کا مکہ کے معاشرے میں صادق و امین کے لقب سے پکارے جاتے تھے، آپ ﷺ ہمیشہ راست گو اور سچی گفتگو فرماتے تھے، کفار نے آپ ﷺ کو مجنون، شاعر، جادو گر اور ساحر تک کہا لیکن کبھی کسی نے آپ پر جھوٹ کی تہمت نہیں لگائی۔ رحمت للعالمین ﷺ نے اپنے عمل سے سچائی اور حق گوئی کے وہ اعلیٰ وارفع نمونے پیش کئے جو کئی کفار کے قبول اسلام کا ذریعہ بنے۔ مشہور یہودی عالم عبد اللہ بن سلام نے جب چہرہ انور کی زیارت کی، بے ساختہ پکار اٹھا، خدا کی قسم! یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا اور فوراً مشرف با اسلام ہو گیا۔

بعثت نبوی ﷺ سے قبل دنیا میں "احترام انسانیت" زیادہ مفقود شے

www.ahnafmedia.com

تھی،انسان کی جان سے کھیلنا سب سے آسان کام سمجھا جاتا تھا،عدل وانصاف، رواداری اور بھائی چارہ کی جگہ قومی اور قبائلی عصبیت، ظلم وجبر اور لا قانونیت کا دور دورا تھا۔بچیوں کا باعث عار سمجھا جاتا تھا اور انہیں اپنے ہی ہاتھوں زندہ در گور کر دیا جاتا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے اپنے کردار سے منتشر اور بد تہذیب انسانوں کو "احترام انسانیت "کا سبق پڑھایا،خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے اعلان فرمایا "لوگو! تمھارا پروردگار ایک ہے اور تمھارا باپ بھی ایک ہے،تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے،کسی عرب کو کسی عجمی پر،اور کسی عجمی کو کسی عرب پر،کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر فضیلت نہیں،بجز تقویٰ کے۔تم میں سب سے زیادہ عزت وکرامت والا اللہ کے نزدیک وہی ہے جو اللہ سے ڈرنے والا ہے۔"آپ ﷺ نے یہ اعلان فرماکر نسلی امتیاز کو ہمیشہ کے لیے ختم فرمایا"اللہ نے جاہلیت کا غرور اور باپوں پر فخر کا دعویٰ باطل کر دیا،تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے ہیں۔ (سیرت النبی ﷺ)

عدم برداشت اور رواداری سے عاری معاشرے میں نبی کریم ﷺ نے اپنے کریمانہ کردار وتعلیمات سے ایسی زریں روایات قائم کی کیں جو انسانیت کی معراج کہلائیں۔مکی دور زندگی مشرکین مکہ نے آپ ﷺ اور صحابہ کرام پر اذیتوں، مصائب، ظلم وستم کی انتہا کی،شعب ابی طالب میں تین سال کی اسیری اور پھر مکہ کی مقدس اور آبائی سرزمین سے آپ کو ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا،مگر 8ہجری میں فتح مکہ کے موقع پر،جب تم تر قوت واختیارات سمٹ کر آپ ﷺ کے قدموں میں ڈھیر ہو چکے تھے،اہل مکہ اور اسلام دشمن اپنے انجام کے منتظر تھے،کہ آپ نے یہ فرماکر سب کو معاف کر دیا،آج میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی"آج تم پر کوئی باز پرس نہیں،اللہ تمہیں

www.ahnafmedia.com

معاف فرمائے، وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔" جاؤ تم سب آزاد ہو۔
(سیرۃ النبی ﷺ)

صحابہ کرام کے گشتی دستہ نے یمامہ کے رئیس اور بنو حنیفہ کے ایک بااثر سردار ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر کے لایا، آپ ﷺ نے اس قید میں رکھنے اور اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا، اس دن عشاء کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اس سے پوچھا، کہو ثمامہ اب کیا ارادہ ہے؟ (اسلام دشمنی ترک کرو گے یا نہیں؟) ثمامہ نے جواب دیا "اے محمد! اگر مجھے قتل کروانا چاہو تو میں واقعی واجب القتل ہوں، اگر مجھے رہا کرو گے تو مجھے احسان شناس اور شکر گزار پاؤ گے، اگر فدیہ لینا چاہو تو جو رقم مانگو گے پیش کر دوں گا۔" آپ ﷺ نے اس کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کیا اور تین دن بعد رہا کر دیا، ثمامہ آپ ﷺ کی کریمانہ اخلاق سے اتنا متاثر ہوا کہ حلقہ اسلام میں داخل ہوا اور آپ ﷺ سے عرض کرنے لگا کہ "کچھ دیر تک کوئی آدمی میرے نزدیک آپ سے بڑھ کر مبغوض نہ تھا، نہ آپ کے دین اور شہر سے زیادہ برا کوئی دین اور شہر تھا۔ اب آپ ﷺ سے بڑھ کر مجھے کوئی محبوب نہیں، اور آپ کے شہر اور دین سے پیارا کوئی دین اور شہر نہیں ہے"۔ (صحیح بخاری)

پیغمبر اسلام ﷺ کے کریمانہ اخلاق بھٹکے ہوئے انسانوں کے لیے روشن چراغ کی مانند ہیں، آپ ﷺ کی سیرت ساری انسانیت کے لیے رحمت ہے، انسانیت نے حقوق و فرائض، تہذیب و تمدن اور انس و محبت کے اصول کا کسب آپ ﷺ ہی کی تعلیمات و سیرت سے کیا، مگر آج کے مسلم معاشرے نے عملاً رسول اللہ کی تعلیمات سے دوری اختیار کی ہوئی ہے، ہمارا کردار تعلیمات نبوی ﷺ سے یکسر مختلف ہوتا جارہا ہے، غیر اسلامی تہذیب اور شخصیات ہمارا آئیڈیل بنتی جارہی ہیں، جس کا نتیجہ ذلت، محکومی اور عدم استحکام کی صورت میں ظاہر ہوتا ہم دیکھ رہے ہیں ۔

www.ahnafmedia.com

خواتین سے حسن سلوک کے اسلامی احکام

ڈاکٹر محمد حسین

اسلامی معاشرے میں عورت کی چار حیثیتیں ہیں۔ وہ کسی کی بیٹی ہے، کسی کی بہن ہے، کسی کی بیوی اور کسی کی ماں ہے۔ اسلام نے ان چاروں حیثیتوں میں اس کی عزت واحترام کی تلقین و تاکید کی ہے۔ بہ حیثیت بیوی کے اس کے لئے جو تعلیم دی گئی ہے، وہ حسب ذیل آیت و حدیث سے واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **ومن ایته ان خلق لکم من انفسکم ازوجا لتسکنوا الیها وجعل بینکم مودة ورحمة۔**

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تم ہی میں سے جوڑے پیدا کئے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان مودت ورحمت پیدا فرمادی۔ (الروم:21)

اس آیت کریمہ میں ایک تو عورت کو مرد کے لئے وجہ تسکین بتلایا، جس سے اس کی اہمیت وعظمت واضح ہے۔ دوسرے، دونوں صنفوں کے تعلق کی نوعیت کو واضح کیا ان کے درمیان اختلاف اور تناؤ کی بجائے الفت و محبت اور شفقت ورحمت کا رشتہ قائم رہنا چاہئے۔

ایک دوسرے مقام پر عورت کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید اس طرح کی: **وعاشروهن بالمعروف فان کرهتموهن فعسی ان تکرهوا شیئا ویجعل الله فیه خیرا کثیرا۔**

ترجمہ: عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں (تو بھی ان سے نباہ کرو) جس کو تم ناپسند کرتے ہو، اس میں اللہ تعالیٰ ضرور خیر کثیر پیدا فرمادے۔ (سورۃ النساء:19)

www.ahnafmedia.com

مرد و عورتوں کے حقوق میں کمی پیشی نہیں رکھی گئی بلکہ دونوں کو مساویانہ حقوق دیے گئے، ایک مقام پر عورت کے حقوق کا قرآن نے ان الفاظ میں تذکرہ فرمایا: ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف۔

ترجمہ: ان عورتوں کے لئے مردوں پر معروف کے مطابق وہی حقوق ہیں جو عورتوں پر مردوں کے لئے عائد ہوتے ہیں۔ (البقرۃ:228)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو حقوق نسوان کا نہ صرف درس عنایت فرمایا بلکہ ان کی اہمیت اس طرح اُجاگر فرمائی کہ عورتوں سے حسن سلوک کرنے کو حسن اخلاق کا نام دیا اور بڑی تاکید فرمائی ہے، ارشاد فرمایا: ان من اکمل المومنین ایمانا احسنھم خلقا والطافھم باھلہ۔

ترجمہ: کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے بہتر اور اپنے بیوی بچوں پر سب سے زیادہ مہربان ہو۔

(جامع الترمذی، الایمان، باب فی استکمال الایمان والزیادۃ والنقصان)

اور ارشاد فرمایا: خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی۔

ترجمہ: تم میں سب سے بہتر وہ ہے، جو اپنی بیوی کے حق میں سب سے بہتر ہے اور میں اپنے گھر والوں کے لئے سب سے بہتر ہوں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب حسن معاشرۃ النساء، حدیث نمبر:1977)

ایک روایت میں بیان فرمایا:: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہے۔ (سنن ابن ماجہ، النکاح، باب حسن معاشرۃ النساء، حدیث نمبر:1978)

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اہم باتیں اپنی امت کو ارشاد فرمائیں، ان میں ایک یہ بھی ہے: عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

(سنن ابن ماجہ، النکاح، باب حق المرأۃ علی الزوج، حدیث نمبر:1851)

www.ahnafmedia.com

ایک موقع پر کچھ عورتوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے خاوندوں کی شکایتیں کیں تو آپ نے ایسے مردوں کی بابت فرمایا: ان لوگوں کو تم اپنے میں بہتر نہیں پاؤ گے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب ضرب النساء، حدیث نمبر: 1985)

مرد حضرات کو عورتوں سے حسن سلوک کی تعلیم دی گئی تو ساتھ ہی ساتھ عورتوں کو بھی مردوں کے ساتھ خیر بن کر رہنے کا حکم دیا گیا۔

حدیث شریف میں نیک عورت کو بہترین متاع قرار دیا گیا ہے: خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ۔

(صحیح مسلم، النکاح، باب خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ، حدیث نمبر: 1469)

ماں کی حیثیت سے اسلام میں عورت کا مقام بہت اونچا ہے۔

عورت کو ماں کی حیثیت سے بھی اک بلند مقام دیا گیا جس کا تصور دیگر کسی قانون یا معاشرہ میں نہیں پایا جاتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں حسن سلوک کی بڑی تاکید کی ہے۔ اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری برداشت کرتے ہوئے حمل کی مدت پوری کی اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے تاکہ وہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرے۔ (لقمان: 14)

دوسری جگہ فرمایا: ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے، اس کی ماں نے اسے مشقت کے ساتھ حمل میں رکھا اور مشقت و تکلیف کے ساتھ اس کو جنا۔ (الاحقاف: 15)

ان دونوں آیات میں اگرچہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم اور اس کی تاکید کی گئی ہے، لیکن ماں کا ذکر جس انداز میں ہوا ہے اور حمل و ولادت کی تکلیف کا بطور خاص جس طرح ذکر کیا گیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا حق باپ سے کئی

www.ahnafmedia.com

گنا زیادہ ہے اور حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ انہوں نے پوچھا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ انہوں نے پھر پوچھا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ انہوں نے کہا، پھر کون؟ آپ نے جواب فرمایا: پھر تمہارے والد۔ (صحیح البخاری)

اس حدیث میں تین مرتبہ ماں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید فرمانے کے بعد چوتھی مرتبہ باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔

اس کی وجہ علماء نے یہ بتائی ہے کہ تین تکلیفیں ایسی ہیں جو صرف ماں برداشت کرتی ہے، بچے کے باپ کا اس میں حصہ نہیں۔ ایک حمل کی تکلیف، جو نو مہینے عورت برداشت کرتی ہے۔ دوسری وضعِ حمل (زچگی) کی تکلیف، جو عورت کے لئے موت و حیات کی کشمکش کا ایک جاں گسل مرحلہ ہوتا ہے۔ تیسری رضاعت (دودھ پلانے) کی تکلیف، جو دو سال تک محیط ہے۔

بچے کی شیر خوارگی کا یہ زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ ماں راتوں کو جاگ کر بھی بچے کی حفاظت و نگہداشت کا مشکل فریضہ سر انجام دیتی ہے۔ اس دوران بچہ بول کر نہ اپنی ضرورت بتلا سکتا ہے، نہ اپنی کسی تکلیف کا اظہار ہی کر سکتا ہے۔ صرف ماں کی ممتا اور اس کی بے پناہ شفقت اور پیار ہی اس کا واحد سہارا ہوتا ہے۔ عورت یہ تکلیف بھی ہنسی خوشی برداشت کرتی ہے۔ یہ تین مواقع ایسے ہیں کہ صرف عورت ہی اس میں اپنا عظیم کردار ادا کرتی ہے اور مرد کا اس میں حصہ نہیں۔

انہی تکالیف کا احساس کرتے ہوئے شریعت نے باپ کے مقابلے میں ماں کے ساتھ حسن سلوک کی زیادہ تاکید کی ہے۔

www.ahnafmedia.com

گرلز کالج کا بدلتا ہوا کلچر

شوکت حیات گوندل

زمانہ جہالت میں کائنات کی سب سے بد ترین شئے عورت کو سمجھا جاتا تھا عورت کو اس معاشرے میں حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا مگر ظہور اسلام کے بعد عورت کو وہ اعلیٰ مقام ملا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو اس کے قدموں میں ڈال دیا اور وہی عورت جس کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا جاتا تھا اس کی پرورش پر جنت کی بشارت سنائی وہی عورت جس کا وجود نحوست کی علامت اور قباحت کا نشان تھا اسلام نے اس کو فرش سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دیا اتنی عزت دی کہ اس کو سر کا تاج بنا دیا۔

مگر صد افسوس!

اسلام نے جس پستی سے عورت کو نکالا تھا آج اسلامی تعلیمات سے بغاوت کر کے عورت دوبارہ اسی راستے کی طرف گامزن ہے آزادی کا نعرہ لگا کر عورت بربادی کی طرف جا رہی ہے یہ آزادی نہیں بلکہ عورت کی سوچ کا فریب ہے۔

اس عمل میں جہاں دوسرے عوامل کار فرما ہیں ان سب میں اہم کردار ہمارے تعلیمی اداروں کا ہے جو تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ان بچیوں کے ذہن میں مغربی ثقافت کا زہر بھر رہے ہیں۔

شکایت ہے مجھے یارب خدا وندان مکتب سے
سبق شاہیں بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا

جہاں تعلیمی نصاب میں آئے دن تبدیلیاں کر کے بچیوں کے ذہن سے اسلامی تشخص کو مٹایا جا رہا ہے وہی پرائیوٹ تعلیمی ادارے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے چکر میں اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنے پر اتر آئے ہیں۔

www.ahnafmedia.com

سکول و کالجز کے اندر ماہانہ اور سالانہ تقریبات منعقد کی جاتی ہیں جن میں فلمی گانوں پر بچیوں کا ڈانس عام معمول بن چکا ہے ۔

ثقافتی رقص کے نام پر بچیوں سے بے ہودہ قسم کا ناچ گانا کروایا جاتا ہے تعلیمی اداروں کے اندر انٹرنیٹ والا فون استعمال کرنے پر کوئی روک ٹوک نہی ہے سکول و کالجز سے تفریحی مقامات پر جانے والے ٹرپ شہروں سے دور جنگلوں میں جا کر موسیقی کی محفلیں سجاتے ہیں۔

سکولوں میں یونیفارم کے لیے بغیر بازو کے قمیض اور تنگ پاجاموں کے ساتھ ساتھ لڑکیوں اور لڑکوں کا تعلیمی اداروں کے اندر اختلاط ہماری آنے والی نسل کے دل و دماغ سے شرم وحیا کے سارے پردے اتار دے گا۔

کو ایجوکیشن کے نام پر بے شرمی کا ایک طوفان برپا کر دیا گیا ہے ہمارے کہنے کا مقصد یہ نہیں کہ تمام تعلیمی ادارے ایسے ہیں مگر اس بات میں کوئی شک نہی کہ اب اکثر ادارے اسی روش پر چل رہے ہیں ۔

ان باتوں سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ تمام بے شرمی کی جڑ صرف تعلیمی ادارے ہیں تو اندازہ بالکل غلط ہو گا۔

جہاں تعلیمی اداروں کے فرائض ہیں وہی ہماری بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں چاہے ہم والدین ہیں یا کسی دوسرے عہدے یا رشتے پر فائض ہیں یہ ہم سب کا فرض ہے کہ آنے والی نسل کو اس بے راہ روی سے بچائیں۔

سکول و کالجز کے نزدیکی مقامات پر موجود دکانوں اور ماحول پر نظر رکھیں بچیوں کو گھر کے دروازے سے سکول کے گیٹ تک چھوڑنے کا کام خود سرانجام دینے کی کوشش کریں۔

اگر ضروری سمجھیں تو بچیوں کو صرف سادہ موبائل دیں اگر موبائل ضروری

www.ahnafmedia.com

نہیں تو کبھی بھی ان کو یہ سہولت فراہم نہ کریں۔

تعلیمی ادارے کا انتخاب کرنے سے پہلے اس کے اساتذہ تعلیمی نصاب اور سوشل سرگرمیوں کے بارے میں مکمل تحقیق ضرور کریں۔

سکول کی تقاریب میں خود شامل ہونے کی کوشش کریں تاکہ بچیوں کو کسی قسم کی غیر اخلاقی حرکت کے لیے مجبور نہ کیا جاسکے اور تقریب کی تصاویر کو صرف محفوظ ہاتھوں تک محدود رکھیں تاکہ سوشل میڈیا تک نہ پہنچ سکیں۔ طلبہ و طالبات کو خود بھی چاہیے کہ وہ اپنے مقام کو پہچانیں اور اپنی اقدار کا خیال رکھیں۔

کسی دردمند نے

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارہ
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سردارا

یہ ہم سب کا فرض ہے کہ اپنی اخلاقی نظریاتی مذہبی معاشرتی سماجی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔

اہل خرد کے لیے اشارہ کافی ہے باقی تمام امور آپ کے سامنے ہیں آئے روز ہونے والے واقعات کسی بڑی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتے ہیں اس لیے ہم کو اسلامی تعلیمات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنا فریضہ ادا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو حقیقی معنوں میں اسلامی جمہوری بنائے اور اس میں پھیلتی ہوئی فرنگی تہذیب سے ہماری اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرمائے۔

www.ahnafmedia.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراہٹیں

مولانا اشفاق ندیم

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنجیدگی ومتانت، عظمت و وقار اور خوش سلیقگی کا پیکرِ حسین تھے۔ بلاضرورت کبھی گفتگو نہ فرماتے اور نہ ہی آواز سے ہنستے تھے۔ آپ کا ارشادِ عالیشان ہے:

لا تکثر الضحك فانّ کثرة الضحك تمیت القلب۔

زیادہ نہ ہنسو اس لیے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔(ترمذی شریف)

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثاروں اور غلاموں کی دل جوئی اور دل بستگی کے لیے کبھی کبھار خوش طبعی فرمالیا کرتے تھے۔ آپ اپنے غلاموں کے ساتھ دل لگی فرما کر ان کے قلوب واذہان کو جِلا بخشتے اور ان میں سچی محبت اور بے لوث پیار کے چشمۂ صافی جاری فرمادیا کرتے تھے۔

سیرتِ طیبہ اور احادیثِ نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر تبسم فرمایا کرتے جس سے غم زدوں، بے کسوں، بے بسوں اور بے نواوں کو تسکین و راحت ملتی اور روتوں، گریہ زاری کرنے والوں اور اشک باروں کو فرحت و تازگی کا احساس ہوتا اور وہ اپنا رنج و غم سب بھول جایا کرتے تھے۔

امام ترمذی نے حارث بن جزء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

ما رایت احداً اکثر تبسماً من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و فی روایة ما کان ضحك رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا تبسماً۔

حضرت حارث نے کہا کہ میں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

www.ahnafmedia.com

زیادہ کسی کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔(ترمذی شریف)

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لاتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کار کیا تھا؟ آپ نے فرمایا: آپ کا سلوک عام لوگوں کے سلوک کی طرح تھا۔

اکرم الناس خلقاً کان ضاحکا بساماً۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ کریم الاخلاق تھے ہنستے بھی تھے مسکراتے بھی تھے۔"

حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

کان افکہ الناس خلقاً۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے بڑھ کر خوش طبع تھے۔"

لیکن آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ظرافت، خوش طبعی، دل لگی اور دل آویز تبسّم اعتدال اور میانہ روی کا مرقع تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی لا امزح ولآ اقول الا حقاً۔

"میں مزاح تو کرتا ہوں لیکن ہمیشہ سچ کہتا ہوں۔"

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہنسی صرف تبسم ہوا کرتی تھی۔" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: "میں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے ساتھ ہنسی مذاق کیا ہو آپ عام لوگوں کی طرح دوسروں کے ساتھ ناشائستہ ہنسی مذاق نہیں فرماتے

www.ahnafmedia.com

تھے، صحابہ آپ کی مجلس میں ایسی سنجیدگی و متانت سے بیٹھتے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔"

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش طبعی کی وضاحت کرتے ہوئے ام نبیط رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: "ایک دفعہ ہم اپنی ایک نوجوان بچی کو اس کے خاوند، جو قبیلۂ بنی نجار کا فرد تھا، کے پاس لے جارہی تھیں۔ میرے ساتھ بنی نجار کی عورتیں بھی تھیں۔ میرے پاس دف تھی جو میں بجارہی تھی اور میں کہہ رہی تھی۔

اتینا کم اتینا کم فحیونا نحییکم

"ہم تمہیں سلام کہتی ہیں تم ہمیں سلام کہو۔"

ولولا الذھب الاحمر ماحلّت بوادیکم

"اور اگر تمہارے پاس سرخ سونا نہ ہوتا تو یہ عروسہ تمہاری وادی میں نہ اترتی۔"

ہم اس طرح گزر رہی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہوگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ام نبیط یہ کیا کررہی ہو؟ میں نے عرض کی میرا باپ اور میری ماں حضور (ﷺ) پر قربان، یارسول اللہ! یہ قبیلۂ بنی نجار کی دلہن ہے جسے ہم اس کے خاوند کے پاس لے جارہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیا کہہ رہی تھیں؟ میں نے اپنے وہ گیت سنائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ولولا الحنطۃ السمراء ما سمنت عذاریکم۔

"اگر یہ گندم نہ ہوتی تو تمہاری یہ کنواریاں اتنی موٹی نہ ہوتیں۔"

حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی سواری کے لیے گھوڑا لایا گیا آپ نے جب اس کی رکاب میں پاوں رکھا تو بسم اللہ کہا، پھر

www.ahnafmedia.com

اس کی پیٹھ پر سوار ہوئے تو الحمد للہ فرمایا، پھر سواری کی دعا پڑھی، پھر تین بار الحمد للہ اور اللہ اکبر کہا اور پھر یہ دعا پڑھی:

سبحانك انی ظلمت نفسی فاغفرلی فانه لایغفر الذنوب الا انت۔

"یارب تو پاک ہے بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، تو مجھے بخش دے تیرے سوا کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں ہے۔" یہ کہہ کر آپ ہنس پڑے۔

میں نے پوچھا! یا امیر المؤمنین! آپ کس بات پر ہنسے؟ فرمایا! میرے سامنے ایک بار حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا اور پھر آپ ہنسے تھے وجہ پوچھنے پر آقا علیہ السلام نے فرمایا تھا: "جب بندہ کہتا ہے 'یارب میرے گناہ بخش دے' اور بزعمِ خویش یہ سمجھتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی میرے گناہ معاف کرے گا اور کوئی بخشنے والا نہیں تو اللہ تعالیٰ بندے کی اس بات سے خوش ہوتا ہے۔" اس بات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسکرائے تھے اور اس سنت کی پیروی میں سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بھی مسکرائے۔ اس سے یہ واضح ہوا کہ مسکرانا پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور شمع رسالت کے پروانے کس طرح سے آپ کی محبت والفت میں آپ کی ایک ایک ادا کو ادا کرنے میں مخلص تھے۔

اب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ظرافت، شگفتہ مزاجی، خوش طبعی اور دل آویز تبسم کے بارے میں مزید چند احادیثِ طیبہ نشانِ خاطر فرمائیں۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے خوش طبعی کے طور پر فرماتے: "اے دو کانوں والے۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں گھل مِل جایا کرتے تھے۔ میرا ایک چھوٹا بھائی تھا، اس کا بلبل مر گیا، وہ بڑا افسردہ اور مغموم تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی افسردگی کو دور کرنے کے لیے فرمایا: یا ابا عمیر ما فعل النغیر

www.ahnafmedia.com

”اے ابو عمیر تیرے بلبل کو کیا ہوا؟“

یہاں ”عمیر“ اور ”نغیر“ جیسے ہم قافیہ الفاظ کے استعمال سے خوش طبعی فرمائی گئی ہے۔

ایک دیہاتی صحابی حضرت زاہر بن حرام رضی اللہ عنہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں دیہات کی چیزیں بہ طورِ تحفہ لایا کرتے تھے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم ان کو شہر کی چیزیں تحفہ دیا کرتے تھے۔ وہ اگرچہ زیادہ خوش شکل نہیں تھے مگر حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت زیادہ محبت فرماتے۔ ایک دن وہ بازار میں بیٹھے کچھ سامان بیچ رہے تھے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے آکر آنکھوں پر اپنا دستِ مبارک رکھ دیا اور فرمایا:

من یشتری ھٰذا العبدَ؟

”اس غلام کو کون خریدتا ہے؟“

مزاح کا یہ انداز کتنا دل کش، حسین و جمیل اور جود و عطا والا ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی حضرت زاہر (رضی اللہ عنہ) سے خوش طبعی تو فرما رہے ہیں ساتھ ساتھ اُن کی قسمت بھی چمکا رہے ہیں انہیں خود اپنی زبانِ نبوت سے ”غلام“ کہہ کر پکار رہے ہیں۔

ایک شخص نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی؛ ارشاد فرمایا:

انا حاملوك علیٰ ولد الناقۃ۔ ”ہم تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کریں گے۔“

اس نے عرض کی میں اونٹنی کے بچے کا کیا کرونگا؟ فرمایا: اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔

حضرت محمود بن ربیع انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ پانچ سال کے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے ان کے گھر میں ایک کنواں

www.ahnafmedia.com

تھا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی نوش فرمایا اور خوش طبعی کے طور پر پانی کی ایک کلّی حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ماری۔ (بخاری شریف)

محدثینِ کرام علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس کی برکت سے ان کو وہ حافظہ حاصل ہوا کہ اس قصہ کو یاد رکھتے اور بیان فرماتے اس وجہ سے صحابہ میں شمار ہوئے۔

ابن عساکر اور ابو یعلیٰ صحیح راویوں کے واسطہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حریرہ پکایا اور لے کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی حاضر تھیں۔

میں نے انہیں کہا کہ آپ بھی کھائیں۔ انہوں نے کھانے سے انکار کیا۔ میں نے کہا یا تو کھاو یا میں یہ حریرہ تمہارے چہرے پر مل دوں گی۔ انہوں نے پھر بھی کھانے سے انکار کیا۔ میں نے اس حریرہ میں ہاتھ ڈالے اور اسے لے کر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے چہرہ پر مل دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا سر اپنی رانِ مبارک پر رکھا اور حضرت سودہ سے فرمایا: تم بھی اسی طرح اس حریرہ کو عائشہ کے چہرہ پر لیپ کر دو۔ چنانچہ حضرت سودہ نے میرے چہرے پر وہ حریرہ مل دیا۔ ہم دونوں کو اس حالت میں دیکھ کر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم خوب ہنسے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کہ میں اس آدمی کو جانتا ہوں جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گا اور اس کو بھی جانتا ہوں جو سب سے پہلے جہنم سے نکالا جائے گا۔ ایک آدمی کو قیامت کے روز پکڑ کر لایا جائے گا اور فرشتوں کو کہا جائے گا پہلے اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کرو اور اس کے بڑے گناہوں کو پوشیدہ رکھو۔ جب اسے کہا جائے گا کہ یہ یہ گناہ تم نے کیے۔ وہ اقرار کرے گا اور انکار نہیں کرے گا اور اسے ان چھوٹے گناہوں کا کوئی خوف نہ ہو گا البتہ اسے یہ اندیشہ ضرور ہو گا کہ اگر اس کے

www.ahnafmedia.com

بڑے گناہ پیش کیے گئے تو اس کا انجام کیا ہو گا۔ جب اس کے سامنے جو گناہ پیش کیے جائیں گے ان کو وہ تسلیم کرے گا فرشتوں کو فرمایا جائے گا: اعطوہ مکان کل سیئۃ عملہا حسنۃً ہر گناہ کے بدلے جو اس نے کیا ہے اس کو نیکی دے دو۔ وہ کہے گا میرے پروردگار! میرے تو ایسے گناہ بھی تھے جو یہاں نہیں دیکھ رہا۔"

اس کا مقصد تھا کہ وہ بڑے گناہ بھی پیش کیے جائیں اور ان کو بھی نیکیوں سے بدل دیا جائے۔ حضرت ابو ذر فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوب ہنسے یہاں تک کہ دندانِ مبارک نمایاں ہو گئے۔

حضرت امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک بوڑھی صحابیہ بارگاہِ نبویہ (ﷺ) میں عرض گزار ہوئی، یارسول اللہ (ﷺ)! دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ مجھ کو جنت میں داخل فرمائے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ مزاح اسے کہا کہ بوڑھی عورت جنت میں نہیں جائے گی۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرنے کے لیے مسجد تشریف لے گئے۔ اس بوڑھی عورت نے رونا شروع کر دیا، خوب روئی یہاں تک کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی، یارسول اللہ (ﷺ)! جب سے آپ نے اس بوڑھی عورت کو یہ فرمایا ہے کہ کوئی بوڑھی عورت جنت میں نہیں جائے گی۔ اس وقت سے زار و قطار رو رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہنس پڑے، فرمایا: بے شک جنت میں کوئی بوڑھی عورت نہیں جائے گی (بلکہ جوان ہو کر جائیں گی)، ارشادِ باریِ تعالیٰ ہے: انآ انشانٰھن انشآءً فجعلنٰھن ابکاراً۔

"بے شک ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر پیدا کیا اور پھر انہیں کنواریاں بنایا۔" (شمائلِ ترمذی)

www.ahnafmedia.com

حضرت امام احمد ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ایک دفعہ میں ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھی۔ میری عمر اس وقت چھوٹی تھی اور میرا بدن ہلکا پھلکا تھا۔ حضور نے لوگوں کو کہا تم آگے چلے جاؤ وہ سب آگے چلے گئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: آؤ آپس میں دوڑ لگائیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوڑ لگائی۔ میں آگے نکل گئی۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔ کچھ عرصہ بعد میں فربہ ہوگئی وہ واقعہ میں بھول گئی۔ پھر ایک مرتبہ سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی۔ حضور صلی اللہ علی ہوسلم نے لوگوں کو حکم دیا تم آگے چلے جاؤ۔ جب لوگ آگے چلے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: آؤ دوڑ لگائیں۔ چنانچہ اس دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے۔ آپ ہنستے رہے، فرمایا :

ھٰذہٖ بِتِلكَ کہ اب بدلہ چکا دیا گیا۔

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں تشریف فرما تھے۔ وہاں پکی ہوئی اور نیم پختہ کھجوریں رکھی تھیں۔ میری ایک آنکھ دکھتی تھی میں نے کھانے کے لیے ایک کھجور اُٹھالی۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اتاکل التمر علیٰ عینیك وانت رمِد۔

"کیا تم کھجور کھا رہے ہو حال آنکہ تمہاری آنکھ دکھتی ہے؟" میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنی صحیح آنکھ کی طرف سے کھا رہا ہوں۔ حضور (ﷺ) ہنس پڑے۔

امام ابوداؤد حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے روایت کرتے

www.ahnafmedia.com

ہیں: ایک انصاری تھا جو بڑا خوش طبع تھا۔ جب وہ قوم سے بات کرتا تو انہیں خوب ہنساتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز تشریف لائے اور جو چھڑی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں تھی اس کے ساتھ اس کی کمر کو کھجلایا۔

اس شخص نے عرض کی، یارسول اللہ (ﷺ) !میں تو بدلہ لوں گا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک بدلہ لے لو۔ اس نے عرض کی، یارسول اللہ (ﷺ)! جب آپ نے مجھے کھجلایا تو میں نے قمیص نہیں پہنی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قمیص پہنی ہوئی ہے اس طرح اگر کروں تو بدلہ نہیں ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص اوپر اٹھائی۔ وہ دوڑ کر آیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گلے لگایا اور آپ کی کمرِ پاک کو بوسے دینے لگا، عرض کی! میں نے یہ سارا حیلہ اس مقصد کے لیے کیا تھا۔

امام بخاری نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ایک سفر میں مجاہدین کے ساتھ جو بوجھ تھا وہ بہت گراں محسوس ہونے لگا سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم اپنی چادر بچھاؤ۔ چنانچہ انہوں اپنا بوجھ اس میں ڈال دیا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِحْمِلْ فَاَنْتَ سَفِیْنَۃ۔

"اسے اٹھالو تم تو کشتی ہو۔".....یعنی کشتی میں سارا بوجھ سماجاتا ہے اور وہ اٹھالیتی ہے۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے نام کو ذو معنی انداز میں ارشاد فرماکر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جاں نثار صحابی سے جو خوش طبعی فرمائی، اس سے صحابیِ رسول حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا ایمان پختہ ہوجاتا ہے اور وہ ﷺ وجد و سرور میں کہہ اُٹھتے ہیں کہ: جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے "کشتی" فرمایا تو اس کے

www.ahnafmedia.com

بعد سات اونٹوں کے بوجھ مجھ پر لاد دیا جاتا تو وہ مجھے بھاری نہ معلوم ہوتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حدی خواں تھا جو دورانِ سفر ازواجِ مطہرات کے اونٹوں کے سامنے حدی خوانی کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے حدی کے اشعار کہے تو اونٹوں پر مستی کی کیفیت طاری ہوگئی اور وہ تیز تیز چلنے لگے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حدی خواں کو فرمایا: وَيْحَكَ يَآ اَنْجَشَه اِرْفَقْ بِالْقَوَارِيْر ...

اے انجشہ! تیرا بھلا ہو کانچ کی نازک شیشوں کے ساتھ نرمی کرو یعنی اونٹوں کو آہستہ چلنے دو مبادا انہیں (ازواجِ مطہرات کو) کچھ اذیت پہنچے۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو کانچ کی نازک شیشوں کہنا۔ یہ بھی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش طبعی اور شانِ ظرافت کا ایک نمونہ ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض احادیث میں جو مزاح اور کھیل وغیرہ کی ممانعت آئی ہے وہ کثرت اور زیادتی سے ہے۔ یعنی جو خوش طبعی اور کھیل وغیرہ اللہ عزوجل کی یاد سے اور دینی امور پر غور و فکر کرنے سے غافل کر دے وہ منع ہے اور جو شخص ان کے باعث دینی امور سے غافل نہ ہو سکے اس کے لیے یہ مباح یعنی جائز ہے۔

اگر اس سے کسی کی دل جوئی اور کسی سے دلی محبت کا اظہار مقصود ہو جیسا کہ نبیِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعلِ مبارک تھا تو یہ مستحب ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ میں تواضع اور خوش طبعی نہ ہوتی تو کسی میں یہ قدرت و طاقت نہ ہوتی کہ آپ کی خدمتِ عظمت نشان میں بیٹھ سکتا یا آپ سے کلام کر سکتا کیونکہ آپ کی ذاتِ اقدس میں انتہائی درجہ کا رعب و جلال اور شوکت و دبدبہ تھا۔

www.ahnafmedia.com

یہ کوّا ہے!

ابو محمد حنفی

ایک 85 سالہ عمر رسیدہ باپ اپنے 45 سالہ بیٹے کے ساتھ گھر کے ہال کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک کوّے نے کھڑکی کے پاس آکر شور مچایا۔

باپ کو نجانے کیا سوجھی، اُٹھ کر بیٹے کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا، بیٹے یہ کیا چیز ہے؟

بیٹے نے جواب دیا؛ یہ کوّا ہے۔ یہ سُن کر باپ اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا۔

کُچھ دیر کے بعد وہ پھر اُٹھ کر اپنے بیٹے کے پاس کر آیا اور دوبارہ اُس سے پوچھا، بیٹے؛ یہ کیا ہے؟ بیٹے نے حیرت کے ساتھ باپ کی طرف دیکھا اور پھر اپنا جواب دُہرایا: یہ کوّا ہے۔

کُچھ دیر کے بعد باپ پھر اُٹھ کر آیا اور تیسری بار پوچھا: بیٹے یہ کیا ہے؟

بیٹے نے اپنی آواز کو اونچا کرتے ہوئے کہا؛ ابا جی یہ کوّا ہے، یہ کوّا ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد باپ پھر اُٹھ کر آیا اور چوتھی بار بیٹے سے مُخاطب ہو کر پوچھا؛ بیٹے یہ کیا ہے؟

اس بار بیٹے کا صبر جواب دے چُکا تھا، نہایت ہی اُکتاہٹ اور ناگواری سے اپنی آواز کو مزید بُلند کرتے ہوئے باپ سے کہا؛ کیا بات ہے، آج آپکو سُنائی نہیں دے رہا کیا؟ ایک ہی سوال کو بار بار دُہرائے جا رہے ہو۔

میں کتنی بار بتا چُکا ہوں کہ یہ کوّا ہے، یہ کوّا ہے۔

کیا میں کسی مُشکل زبان میں آپکو یہ سب کُچھ بتا رہا ہوں جو اتنا سادہ سا جواب بھی نہ تو آپ کو سُنائی دے رہا ہے اور نہ ہی سمجھ آ رہا ہے!

www.ahnafmedia.com

اس مرتبہ باپ یہ سب کُچھ سننے کے بعد اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد باہر واپس آیا تو ہاتھ میں کُچھ بوسیدہ سے کاغذ تھے۔ کاغذوں سے لگ رہا تھا کہ کبھی کسی ڈائری کا حصہ رہے ہوں گے۔

کاغذ بیٹے کو دیتے ہوئے بولا، بیٹے دیکھو ان کاغذوں پر کیا لکھا ہے؟

بیٹے نے پڑھنا شروع کیا، لکھا تھا؛ آج میرے بیٹے کی عمر تین سال ہو گئی ہے۔ اُسے کھیلتے کودتے اور بھاگتے دوڑتے دیکھ دیکھ کر دِل خوشی سے پاگل ہوا جا رہا ہے۔

اچانک ہی اُس کی نظر باغیچے میں کائیں کائیں کرتے ایک کوّے پر پڑی ہے تو بھاگتا ہوا میرے پاس آیا ہے اور پوچھتا ہے؛ یہ کیا ہے۔

میں نے اُسے بتایا ہے کہ یہ کوّا ہے مگر اُس کی تسلی نہیں ہو رہی یا شاید میرے منہ سے سُن کر اُسے اچھا لگ رہا ہے۔

ہر تھوڑی دیر کے بعد آ کر پھر پوچھتا ہے یہ کیا ہے اور میں ہر بار اُسے کہتا ہوں یہ کوّا ہے۔

اُس نے مُجھ سے یہ سوال ۲۳ بار پوچھا ہے اور میں نے بھی اُسے ۲۳ بار ہی جواب دیا ہے۔ اُس کی معصومیت سے میرا دِل اتنا خوش ہو رہا ہے کہ کئی بار تو میں جواب دینے کے ساتھ ساتھ اُسے گلے لگا کر پیار بھی کر چُکا ہوں۔

خود ہی پوچھ پوچھ کر تھکا ہے تو آ کر میرے پاس بیٹھا ہے اور میں اُسے دیکھ دیکھ کر فدا اور قُربان ہو رہا ہوں۔ یہ ہے باپ اور بیٹے میں فرق۔

ہمیں اپنے والدین سے عزت سے پیش آنا چاہئے نجانے انہوں نے ہمیں کس طرح سے پالا ہو گا؟؟

www.ahnafmedia.com

ماہنامہ بنات اہلسنت ملنے کے پتے

ایجنسی ہولڈرز	علاقہ	فون نمبرز
دارالایمان	کراچی	03342028787
قاری عبدالوکیل عزیزی	سیالکوٹ	03338639255
مولانا محمد دلاور	اوکاڑہ	03136969193
مولانا عبداللہ قمر	قصور	03008091899
مولانا عبداللہ شہزاد	حافظ آباد	03212374824
محمد رئیس	ٹانک	03319143483
مولانا خالد زبیر	لاہور	03153759031
مولانا خالد زبیر	چکوال	03335912502
مولانا غلام مرتضیٰ	فورٹ عباس	03052475330
مولانا محمد صدیق	ڈیرہ غازی خان	03356351893
مولانا محمد قاسم	ملتان	03007408019
قاضی اسرائیل گڑنگی	مانسہرہ	03023501755
مولانا طارق حسین	پشاور	03219192406
مولانا امان اللہ حنفی	سرگودھا	03067800751
مولانا محمد اختر	کبیر والا	03336228425
ذوالقرنین	ڈیرہ اسماعیل خان	03343682508

نوٹ: ایجنسی بک کروانے کے لیے رابطہ کریں: 03326311808

www.ahnafmedia.com